

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, September 19, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning with Mr. Presiding Officer (Malik Muhammad Hayat) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

واطيعوا الله واطيعوا الرسول واحذروا فان توليتم فاعلموا انما
على رسولنا البلاغ المبين ۝ ليس على الذين امنوا و عملوا الصالحات
جناح فيما طعموا انا ما اتقوا وامنوا و عملوا الصالحات ثم اتقوا و امنوا
ثم اتقوا و احسنوا ط والله يحب المحسنين ۝

ترجمہ : اور تم مانو اللہ کا اور تم مانو رسول کا اور ہوشیار رہو پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ
ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر تم پہنچا دینا ہے۔ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر
کچھ گناہ نہیں جو کچھ انہوں نے کھا جب کہ ذریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ذریں اور
ایمان رکھیں پھر ذریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

POINT OF ORDER RE: CENSUS

ڈاکٹر محمد ریسخان۔ جناب چئیرمین صاحب : جیسا کہ آپ کو اور ہم سب کو علم ہے
کہ اگلے مہینے میں مردم شماری شروع ہونے والی ہے جو کہ ایک اہم کام ہے اور جس پر سارے ملک
کی منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ اس ضمن میں ہمیں یہ معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ محکمے کے اپنے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, September 19, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning with Mr. Presiding Officer (Malik Muhammad Hayat) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا إِنَّمَا
عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ۝ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا
ثُمَّ اتَّقَوْا وَاحْسِنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

ترجمہ : اور تم مانو اللہ کا اور تم مانو رسول کا اور ہوشیار رہو پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ
ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر تم پہنچا دینا ہے۔ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر
کچھ گناہ نہیں جو کچھ انہوں نے کھا جب کہ ذریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ذریں اور
ایمان رکھیں پھر ذریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

POINT OF ORDER RE: CENSUS

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب چئیرمین صاحب : جیسا کہ آپ کو اور ہم سب کو علم ہے
کہ اگلے مہینے میں مردم شماری شروع ہونے والی ہے جو کہ ایک اہم کام ہے اور جس پر سارے ملک
کی منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ اس ضمن میں ہمیں یہ معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ محکمے کے اپنے

لوگ جو تربیت یافتہ بھی ہیں اور تجربہ کار بھی ہیں ان کی جگہ باہر سے حکومت اپنے چہیتوں کو بلا رہی ہے جبکہ اپنے محکمے کے لوگ بھی موجود ہوں گے بلکہ ان میں سے تو کئی ایک کو harass کیا جا رہا ہے کیوں کہ وہ association وغیرہ کے ممبر ہیں۔ ایسوسی ایشن بنانا کوئی برا کام نہیں ہے ہر محکمے میں welfare کے لیے لوگوں کی associations ہوتی ہیں اب اس میں سے اس کے چہیزمین کو dismiss کرنا مناسب بات نہیں ہے۔ اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ باہر سے وہ اپنے پیاروں کو بلا رہے ہیں اس سے اندازہ ہے کہ اس پر مزید ۶۸ کروڑ روپیہ خرچ ہو گا۔ ہناب اس غریب ملک کے لئے ۶۸ کروڑ روپیہ تو کیا ۶۸ روپے بھی بہت زیادہ ہیں اگر وہ اضافی خرچ ہوں لہذا میں چاہتا ہوں کہ حکومت اس سلسلے میں وضاحت کرے کہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کر رہے ہیں اور اگر کچھ ہوا ہے تو میرے خیال میں درست راستہ اختیار کر لیں گے۔ شکریہ!

Makhdoom Shahabuddin: Mr. Chairman, Sir, I really don't know what the honourable Member has said. I will have to look into it. And I must assure this august House Sir, that nothing irregular is going to happen and we are going to ensure transparency. It is a very sensitive thing and we do understand Sir we do understand the gravity involved in the situation and I assure the honourable Member that nothing irregular is going to happen.....

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, on the same subject. My submission Mr. Chairman, is that census, as Mr. Chairman you know, is a matter which concerns the whole country. I would like to know that whether all the four Chief Ministers agree to their formula. Because I think there is a difference of opinion. (2), Sir, I would also like to know the transparency. We should know what is the formula of census being conducted and the House be taken into confidence on this point.

Mr. Presiding Officer: Brief answer.

Makhdoom Shahbuddin: Yes, it will be very brief Sir, like the question. Sir, I assure the honourable Member that we are very lucky that there is a consensus. Earlier there were some differences and but all the Chief Ministers

have agreed on the modality. Thank you.

POINT OF ORDER RE: NON-AVAILABILITY OF ORDER OF THE DAY

Mian Raza Rabbani: Point of order. Sir, I earlier brought it to the notice of the Secretariat that the Order of the Day is not being supplied to a number of Senators at their residences and the result is that one gets the Order of the Day when one comes to the House. It has become very difficult to prepare the legislative work. Therefore, I would request that it may be ensured that, no matter what time at night the Order of the Day should be delivered at the address.

Mr. Presiding Officer: I have also noticed this because I have got this now. It will be checked up in future and this should be issued at mid night or late.

Mian Raza Rabbani: Whatever time Sir, but one should have an opportunity to see it before the Session.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, one part of the question has been answered. There was a difference, it has been admitted. It has obviously been stated that the difference has been resolved. Now, there was a difference, what is the final formula which has been agreed by all the four Chief Ministers. So that let the House know as to what is the final formula because the Punjab Chief Minister was not agreeable and the Chief Ministers of the smaller Provinces have their own perceptions of the whole thing. Now therefore, my submission is that there is an agreement, there is a statement which has come now on the floor of the House. Has the Punjab Chief Minister withdrawn his objections or have the three Chief Ministers prevailed? We don't know Sir. Let the House be taken into confidence that is what I am submitting.

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ جناب مردم شماری کے سلسلے میں وہ لوگ قدم اٹھا رہے ہیں

اور ان کا ایک اور بھی اس سلسلے میں ایک اچھا فیصلہ ہوا ہے۔ ملک بھر سے اور بالخصوص بلوچستان سے جہاں افغان مہاجرین کا مسئلہ ہے اور جو گورنمنٹ نے فیصلہ کیا تھا یعنی شناختی کارڈ zone-wise تمام علاقوں جہاں افغان مہاجرین ہیں منسوخ کرنے اور اس پر عمل درآمد کرانے کا فیصلہ جو حکومت نے کیا ہے۔ اب ہم سمجھتے ہیں کہ جب مردم شماری قریب آ رہی ہے تو اس فیصلہ پر عمل درآمد کے لئے ہم حکومت سے یہ گزارش کریں گے کہ مردم شماری سے قبل شناختی کارڈ اور جو دوسری ضروریات ہیں یہ ملک کے محاذ میں ہیں۔ ہم اس فیصلے کو سراہتے ہیں۔ اس پر عمل درآمد کے لئے ان کو ضرور کچھ وقت درکار ہو گا۔ اس میں سب سے اہم تر بات یہ ہے کہ کسی بھی غیر ملکی بشمول افغان مہاجرین کا مردم شماری کے دوران اندراج نہ ہو۔ اس کے لئے جو احتیاطی انتظامات ہیں اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ مردم شماری میں صرف اپنے ملک کے عوام درج ہوں اور جو غیر ملکی ہیں بالخصوص افغان مہاجرین وہ درج نہ ہوں۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ اس پر باقاعدہ موشن لے آئیں یہ پوائنٹ آف آرڈر پر discuss نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ بڑی مہربانی۔ میری صرف اتنی حکومت سے گزارش ہے کہ اس کو 'fool proof' بنانے کے کسی بھی صورت میں افغان مہاجرین یہ دوسرے غیر ملکی جو ہیں ان کا اندراج نہ ہو۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ یہ transparency کے متعلق بتائیں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں جو بات ہوئی ہے کہ گورنمنٹ کو عوام کے شناختی کارڈ کے مکمل منسوخ کرنے کا کوئی آئینی قانونی اختیار نہیں ہے۔ ایسا طریقہ کہ لوگ اپنا ایک شناختی کارڈ رکھیں اور گورنمنٹ ایک جبرل اعلان کر دے یہ غیر آئینی، غیر قانونی بات ہے۔ ہاں البتہ کسی پر کوئی الزام ہے اس کے بارے میں investigation ہو سکتا ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ یہاں پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب نے جو بات کی ہے کہ تمام ملک میں کریفو لگا کر مردم شماری کی جائے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ بات ہمارے علاقوں میں کسی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جتنے بھی ہم سے زیادہ دیگر صوبوں نے مردم شماری درج کرانی ہے حتیٰ کہ پنجاب نے ہم سے زیادہ درج کرانی ہے۔ اب جب ہمارے لوگ مردم شماری کی اہمیت کو سمجھ گئے ہیں تو اس کے لئے کریفو لگا کر مردم شماری کرنا ہمارے عوام کے لئے مشکلات کا باعث بنے گا۔ پہاڑوں پر کریفو لگا کر مردم شماری کرنا ہمارے عوام کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر - کرفو لگائیں یا نہ لگائیں ' یہ administrative معاملہ ہے۔
یہ سیاسی معاملہ ہے۔ اس کے متعلق آپ بعد میں کوئی نوٹس دیں تاکہ اس پر بات کر سکیں۔
جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - یہ آئینی اور قانونی معاملہ ہے۔ یہ انسانی حقوق کا معاملہ ہے۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر - آپ اس کے متعلق نوٹس دیں اور پھر اس پر discuss کریں۔
جناب آفتاب احمد شیخ - آپ گورنٹ کو time دے دیں تاکہ وہ statement proper آج کل یا پرسوں اس کے بارے میں دے سکے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - گورنٹ کوئی ایسا اقدام نہ اٹھائے جو غیر آئینی، غیر قانونی ہو، انسانی حقوق، بنیادی حقوق یا ہمارے قومی حقوق کے خلاف ہو۔ ایسا کوئی اقدام قابل قبول نہیں ہوگا۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر - Law Minister صاحب، آپ کل about the census جواب دیں گے یا نہیں؟

سید اقبال حیدر - ابھی تو Question Hour ہے۔ میرے معزز اراکین اپنے Question Hour کو خائن کر رہے ہیں۔ جناب والا! اس کے لئے تو باقاعدہ کوئی motion move کریں۔ ہمیں اس پر بات کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تمام پہلوؤں پر بات کریں گے۔
Whole policy will be announced in public. All details will be published. یہ ان کی تمام apprehensions غلط ہیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ - میں نے motion move کیا ہوا ہے۔

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب پریذائٹنگ آفیسر - میرے پاس یہ موشن نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔
سوال نمبر ۱۶۸ - سید فضل آغا -

@168. *Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minister for Finance,

Revenue and Economic Affairs be pleased to state the province-wise break-up of the funds allocated to the Provincial Highways out of foreign loans, credits and aid for the last three years?

Makhdoom Shahab-ud-Din: An amount of \$ 137.349 million has been allocated/utilized for the Provincial Highways out of foreign loans, credits and aid for the last three years i.e. from 1991-92 to 1993-94. Province-wise break-up of these funds is as under:-

		(\$ Million)
I.	Balochistan	11.412
II.	N.W.F.P.	17.677
III.	Punjab.	83.868
IV.	Sindh.	24.392
	Total.	137.349

35. Disallowed on re-consideration.

سید محمد فضل آغا۔ کیا مخدوم صاحب تعریف رکھتے ہیں۔

مخدوم شہاب الدین۔ جی میں حاضر ہوں۔

سید محمد فضل آغا۔ مخدوم صاحب، میں نے پہلے بھی اقبال حیدر صاحب سے گزارش کی تھی کہ آپ Minister concerned کو بولنے دیا کریں۔ مگر اقبال صاحب کو پتہ نہیں کیوں یہ شک ہے کہ کہیں ان کی وزارت میں کوئی فرق نہ پڑ جائے، جس کی وجہ سے وہ ہر وزارت کے جوابات دیتے ہیں، ان میں مداخلت کرتے ہیں۔ خدا کے لئے اقبال صاحب ایسا نہ کیا کریں۔

مخدوم صاحب! اس کے متعلق گزارش ہے کہ آپ نے Tehsilwise allocation Provincial Highways کی بتا دی ہیں، تو اس میں کیا آپ نے ان کو projects identified کر کے دیے ہیں یا projects یہاں سے approve ہونے تھے؛ صوبائی ہائی وے کے loans and credits جو آپ کے پاس foreign سے آئے ہیں ان کی distribution کیسے کی ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ مہربانی کر کے یہ بھی certify کر دیں کہ اس میں نیشنل ہائی وے اور صوبائی ہائی وے confuse تو نہیں ہو رہے ہیں۔ پچھلی دفعہ بھی ہم اپنی باتیں ایک دوسرے کو communicate نہیں کر سکے تھے۔ اگر یہ فنڈز صرف Provincial Highways کے لئے ہیں۔ تو مجھے ذرا بتایا جائے کہ بلوچستان میں 11.41 million کے جو فنڈز آپ نے دئے ہیں، اسکی تفصیل کیا ہے؟ اور کیا آپ بعد میں ان کو look after کرتے ہیں check کرتے ہیں کہ یہ فنڈز صحیح طور پر استعمال ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے ہیں اور یہ کن کن projects پر استعمال ہوئے ہیں؟ اس میں فیڈرل گورنمنٹ کی کیا ذمہ داریاں بنتی ہیں۔

بہمی گزارش یہ ہے کہ اگر آپ کو یہ تفصیلات معلوم ہیں تو یہ بتایا جائے کہ صوبہ بلوچستان میں کن Provincial Highways پر اس کی implementation ہوتی ہے؟

مخدوم شہاب الدین۔ جناب والا! انہوں نے اس کے بارے میں مکمل تفصیلات مانگی ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ Federal and Provincial کے projects ہم بالکل differentiate کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم بہت دلچسپی سے ان کو monitor کرتے ہیں۔ اس لئے میں فاضل دوست سے عرض کروں گا کہ اگر ان کے ذہن میں کوئی apprehensions ہیں تو ان کو دور کریں۔ اس سلسلے میں وہ ہم سے جتنا رابطہ رکھیں۔ کے اس میں انشاء اللہ پورا تعاون کریں گے۔ ان کو satisfied کریں گے۔

سید محمد فضل آغا۔ میں بڑا شکر گزار ہوں کہ وزیر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ وہ ان projects کو monitor کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے monitoring میں projects کے specific نام اور کوائف ان کے پاس ہوں گے۔ funds کی allocation کی تفصیل ان کے پاس ہوگی۔ اس کے علاوہ یہ اور کیا monitoring کرتے ہوں گے؟ اگر یہ specific monitoring کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ کون کون سے projects پر کتنی کتنی allocation ہوتی ہے اور آج تک progress کیا ہے؟ monitoring میں تو یہی آتا ہے اس کے علاوہ اور کیا آتا ہوگا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کے متعلق بتائیں۔

مخدوم شہاب الدین۔ اس کے بارے میں question دے دیں، میں تفصیلات دے دوں گا۔

سید محمد فضل آغا۔ detail اجلاس کے بعد دے دیں گے۔

جناب شہاب الدین۔ تفصیلات دے دوں گا۔

سید محمد فضل آغا۔ آج کل یا برسوں بھی دے دیں تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب شہاب الدین۔ کل تفصیلات دے دوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ سوال نمبر ۲۶ سید محمد فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب منظور صاحب کا ضمنی سوال ہے جی۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب میرا ضمنی سوال ہے جی آپ اتنی سیٹیں میں تو نہ

جائیں جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب میرا ضمنی سوال یہ ہے جی ۱۶۸ پر کہ وزیر موصوف

سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ظاہر ہے کہ جس طرح کہ نیشنل ہائی وے 42.43 percent ہے ایک صوبے کا تو یقیناً اس کا پرویشنل ہائی وے بھی ایسا ہی ہے۔ چونکہ ایریا بہت زیادہ ہے تو 34 percent اگر نیشنل ہائی وے ہے تو پرویشنل ہائی وے کا بھی ریشو ایسا ہی ہوتا ہے جناب والا! کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں وزیر موصوف سے کہ یہاں جو فنڈ allocate کیا گیا ہے بلوچستان کو 11.412 ملین ڈالر دیا گیا ہے جب کہ رقبے کے لحاظ سے پنجاب جو ہے وہ بلوچستان کے 10 percent کے برابر بھی نہیں ہے اور اس کے روز بھی اتنے نہیں ہیں بلوچستان کے اعتبار سے تو اس کو 83 868 ملین ڈالر کیوں دیا گیا ہے کیا یہ discrimination نہیں ہے۔

مخدوم شہاب الدین۔ جناب والا یہ discrimination نہیں ہے یہ allocation

ٹریفک کی بنیاد پر ہوتی ہے کہ کہاں کتنی ٹریفک ہے دوسری بات یہ کہ Commercial activity پر بھی یہ منحصر ہوتا ہے کہ کہاں زیادہ Commerce ہے کہاں زیادہ traffic activity ہے تو یہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی ایسا بوز ہے کیونکہ۔۔۔

(مداخلت)

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن نہیں

ہوں میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں۔

مخدوم شہاب الدین۔ میں عرض کردوں کہ سوال یہ ہے کہ آیا اس روڈ کی کوئی

اقلیت ہے کہ نہیں اس پر کوئی ٹریک ہے کہ نہیں - these are the considerations

جناب منظور احمد گیلگی - جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس وقت نیشنل ہائی وے میں 44 percent جو ہے بلوچستان میں ہے اور 43 or 44 percent کے بجائے اس کو جو fund allocation کی ہوتی ہے وہ 11 فیصد ہوتی ہے اگر آپ کو اتنی ضرورت نہیں ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ وہاں ٹریک ہے ہی نہیں تو پھر آپ مہربانی کر کے اس نیشنل ہائی وے کو بھی ختم کر دیں کیونکہ وہاں ٹریک تو ہے ہی نہیں ٹریک تو سارا پنجاب میں ہے - تو ضرورت کیا وہاں نیشنل ہائی وے بنانے کی - یعنی یہ ایسا ہی جواز ہے کہ جس کا نہ کوئی سر ہے نہ پیر - سیدھی سادھی بات یہ ہے کہ کیوں بلوچستان کے ساتھ اتنی discrimination ہے کہ نیشنل ہائی وے میں 44 percent اس کی روڈز ہیں اور اس کو 11% دیا جاتا ہے اور پروینشل ہائی وے میں یہاں بھی discrimination ہے یہ کب تک ہم discrimination کو برداشت کریں گے - جناب والا! میں سیدھا سا جواب اس حکومت سے مانگتا ہوں کہ کیا وہ اس discrimination کو ختم کرنے کے حق میں ہے کہ نہیں ہے؟ اگر حق میں ہے تو اس کے لئے کون سی پالیسی اختیار کی جا رہی ہے -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - جی فضل آغا صاحب -

سید محمد فضل آغا - میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے کہا کہ اس کی اقلیت ہے ہی نہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں ایک individual کی بھی اقلیت ہے اگر ہماری population کم ہے ایریا زیادہ ہے ہم scattered area ایریا میں پڑے ہوئے ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ دو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز کو یا ایک پوائنٹ کو دوسرے پوائنٹ سے ملانے کے لئے ان روڈز کی اقلیت نہیں بنتی ہے میری گزارش ہے کہ کم از کم یہ لفظ واپس لے لیں کہ ان روڈز کی اقلیت ہے ہمارے نکتہ نگاہ سے اس کی اقلیت ضرور ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ٹریک کے لئے یہ جو نیشنل ہائی وے جو ہزاروں سال سے between shakrpur and Central Asia چلتی رہی ہے وہاں ٹریک بڑھانے کے لئے آپ ذرائع کھول دیں جو کھولنے چاہئیں - جو ملکی بین الاقوامی اور صوبائی مفاد میں ہے - وہاں سے فائدہ لے لیں اور اس کی اقلیت بڑھائیں میری یہ گزارش ہے -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - شکریہ جی -

محمد شہاب الدین - جناب والا! اقلیت سے میری مراد ضرورت ہے میں اپنے

فاضل دوست کی خدمت میں التماس کروں گا کہ اس چیز کو زیادہ sensitive نہ لیں اس کے معنی تھے ضرورت اور جناب والا جو ضروری اور اہم روڈز ہیں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی پالیسی ہے کہ جس کے ذریعے بلوچستان کو discriminate کیا جائے یہ قطعاً پالیسی نہیں ہے گزارش یہ ہے کہ جو important links ہیں ان کو تو ignore نہیں کیا جا سکتا جیسے کہ RCD Road اس پر کام ہو رہا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا اور بھی ایسے links ہیں تو جناب والا اس مسئلے میں کوئی discrimination نہیں ہے اور اگر میرے فاضل دوست سمجھتے ہیں کہ discrimination ہے تو یہ صرف ان کا احساس ہے دراصل اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ایک سوال دو ہو گئے ہیں صرف تین ہوتے ہیں صمنی سوال۔ جی عبدالرحیم خان صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا میں عرض کروں گا کہ ہمیشہ ہمانہ بنایا جاتا ہے کہ جہاں ٹریک ہے اس کو ہم دیکھتے ہیں جہاں تجارت ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ مسئلے انفراسٹرکچر ہوتا ہے کہ تجارت کو ترقی دے۔ یعنی کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ آپ نے 47 سال ہمارے road communication structure کو سرے سے ignore کیا ہے اور اس کی وجہ سے ہماری بوٹریک ہے ہمارا جو غلہ ہے ہمارا میوہ ہے ہماری جو سبزیاں ہیں اور جو دوسرے وسائل ہیں۔ ان کی development کا راستہ آپ نے روکا ہے۔ لہذا ابھی جو آپ فرما رہے ہیں کہ یہ ٹریک نہیں ہے۔ تو اس پر میں آپ کی یقین دہانی مانگوں گا کہ پہلے آپ ہمیں انفراسٹرکچر دیں۔ ہمیں پانی وے میں زیادہ حصہ دیں۔ اس کے بعد جو ہے وہ ہماری تجارت بڑھے گی۔ کیا آپ یہ یقین دہانی کرائیں گے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ نہیں جناب والا انہوں نے جواب نہیں دیا ہے۔ اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ انہوں نے تو جواب دے دیا ہے کہ کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ انفراسٹرکچر بنا کر دیں۔

مخدوم شہاب الدین۔ جناب میں افادیت کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ افادیت سے مراد تھی ضرورت۔ تو میں یہ نہیں کہہ رہا کہ افادیت نہیں ہے۔ تو گزارش یہ ہے جناب چیئرمین! کہ

the cardinal principle, as far as the road network is concerned, is that you link population centres and commercial centres. That is the basic requirement. No. 2, As I have said, all the important roads in Balochistan, we are going to carry them out *Insha-Allah* and my worthy friend will not feel disappointed.

حافظ حسین احمد - جناب وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ R.C.D. شاہراہ جو کراچی سے شروع ہوتی ہے اور ایران اور ترکی کو پاکستان سے ملاتی ہے۔ اس کی کوئی دفاعی افادیت ہے یا نہیں؟ دوسرا اس کے ساتھ سوال یہ ہے کہ کیا وہ تیس سال سے زیر تعمیر نہیں ہے؟

مخدوم شہاب الدین - جناب والا! جہاں تک ڈیفنس کا تعلق ہے - I don't think that it serves any defence purpose but اس پر کام تیز کر دیا گیا ہے۔
حافظ حسین احمد - یعنی کب سے یہ کام چالو ہے؟

Makhdoom Shahab-ud-Din: It is not known as to when this project began. I really do not know. I will have to look into it

میں یہ معلومات کر کے حافظ صاحب آپ کو پیش کر دوں گا۔ I do not know۔
ڈاکٹر عبدالحی بلوچ - جناب والا! میرا آپ کے توسط سے یہ سوال ہے کہ بلوچستان کی جہاں تک افادیت، اہمیت اور اس کی جو جغرافیائی اہمیت ہے یا وسط ایشیاء سے تجارت کا مسئلہ ہے - یہ حقیقت ہے اگر آپ دیکھیں تو کوئی بھی خط یا علاقہ جن کے پاس روڈز نہ ہوں وہ کیسے ترقی کرے گا؟ میرا بنیادی سوال یہ ہے کہ بلوچستان کے تمام خطوں میں سرمایہ کاری مہمل ہے - زراعت ہماری تباہ و برباد ہے - ساحلی علاقے تباہ و برباد ہیں - سیاحتی مراکز تباہ و برباد ہیں - ہمیں ابھی کم از کم یہ سمجھایا جانے کہ ماضی کی ایک غلط پالیسی جو رواں دواں ہے 47ء سے لے کر آج تک ہمیں یہی کہا جاتا ہے کہ یہاں ضروریات نہیں ہیں - میں پوچھتا ہوں کہ انسانی آبادی ہے اور اکیسویں صدی میں داخل ہونے کو ہیں - جہاں روڈز نہ ہوں وہاں ترقی کیسے ہوگی ہم یہ سمجھنے سے ابھی تک قاصر ہیں کہ پالیسی کب تبدیل ہوگی - اور جو نظرائہ از صوبے اور علاقے ہیں ان پر کب توجہ دیں گے؟ سر یہ کہنا آسان بات ہے کہ ہم بلوچستان کو دے دیں گے -

جب آپ انٹراسٹرکچر کی بات کرتے ہیں آپ آبائیں بلوچستان میں ابھی میں دھنی لورا لائی فورٹ سنڈیمن سے آرہا ہوں بارشوں کی وجہ سے ان کی حالت انتہائی خراب ہیں۔ نہ ہمارے پاس نیشنل ہائی ویز ہیں اور نہ ہی پراونشل ہائی ویز ہیں۔ اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ اب ہم توجہ دیں گے۔ یہ کیا لالی پاپ ہے؟ جو مخصوص پالیسی ہے اس کا اعلان کرو اور اس کے لئے وافر مقدار میں فنڈز مہیا کریں۔ باتوں سے تو بلوچستان ترقی نہیں کرے گا۔ آپ فنڈز دیں ابھی میں دھنی لورا روڑ سے آرہا ہوں اس کی حالت بہت خراب ہے نہ ہمارے پاس نیشنل ہائی ویز ہیں نہ ہمارے پاس صوبائی ہائی ویز ہیں۔ اور آپ ہمیں کہتے ہیں کہ صاحب ہم توجہ دیں گے۔ جسکی ایک مربوط پالیسی کا اعلان کریں آپ ایک مثبت پالیسی کے ذریعے ہمیں بتائیں کہ آج بلوچستان میں صوبائی ہائی ویز کو کیسے اہمیت دے رہے ہیں ان کے لئے کتنے فنڈز مہیا کریں گے۔ مسئلہ تو سارا پیسے کا ہے جناب باتوں سے تو بلوچستان ترقی نہیں کرے گا۔ آپ فنڈز دیں۔ ابھی گوادریک یہ بہترین کونسل روڈ ہے۔ اب سرمایہ کار آتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم سرمایہ کاری نہیں کریں گے آپ کے پاس روڈز نہیں ہیں تو اس پر حکومت ایک واضح پالیسی کا اعلان کرے۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Masud Kausar on point of order.

Syed. Masood Kausar: Sir, I would draw your attention to Rules 57 and 58 if you could kindly see that Rule 57, it says: "There shall be no discussion on any question or answer except as provided by Rule 58".

Unfortunately, on this question, there has been a lot of discussion with the result that other questions also have to be answered and by prolonging discussion only on one question it would mean that the time which is meant for other questions that would be consumed. So, my submission is that if somebody is interested that a particular matter should be discussed then he should give a notice under Rule 58 and the Rule 58 says that once in a period of seven consecutive working days the Chairman may, on three clear days notice being given by a member allot half an hour for discussion which in his opinion is of sufficient public importance and has recently been the subject

of question. But in the guise of the supplementary questions, Sir, I have never seen a House where 20 and 21 supplementary questions are asked only to prolong the discussion which is the violation of the rules and this is, as a Chairman, your duty to ensure that the rules are followed in this House.

Thank you.

(interruption)

سید محمد فضل آغا۔ جناب یہاں لکھا ہوا ہے کہ یہ سوال اس وجہ سے disallow ہوا اور جو یہاں ٹیبل پر نہ ہو 'Order of the Day' میں بھی نہیں ہونا چاہیئے۔

(interruption)

سید محمد فضل آغا۔ سر میری گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی question disallow ہے تو اس کو آرڈر آف دی ڈے پر نہیں آنا چاہیئے۔ آرڈر آف دی ڈے پر انہوں نے نمبر دے دیا ہے ۲۵ اور پھر ساتھ لکھ دیا ہے کہ پہلے لایا گیا تھا اب reconsideration کے بعد disallow کیا ہے تو یہ مناسب نہیں ہے۔

Mr. Yahya Bakhtiar: Mr. Chairman, may I make a submission?

Mr. Presiding Officer: Yes, please.

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, Balochistan is the largest Province, area-wise. It has the longest number of highways and roads and the smallest amounts have been sanctioned for Balochistan. This should be seriously considered. I am not grudging the amount which is allocated for Punjab, Sind and NWFP but they should see that where are the largest number of roads, the highest highways, very long highways in Balochistan and such a meagre amount has been sanctioned, out of which 80% would be going to somewhere else. So, please consider this and I would request the the authorities concerned, the Minister concerned to revise this. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Question No.36.

36. *Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that a protocol for intention for construction of Mirani Dam was signed on 24-2-1990; and
- (b) whether it is also a fact that the same has yet not been approved by ECNEC, if so, the time by which it will be approved?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) Yes.

(b) The meeting of the ECNEC is scheduled to be held on September 18, 1994 for consideration of the Project.

سید محمد فضل آغا۔ ضمنی سوال۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ جناب سید فضل آغا۔

سید محمد فضل آغا۔ سر یہاں میں نے ان سے پوچھا تھا کہ ہمارے ہاں مکران ڈورین میں میرانی ڈیم کے نام پر ایک ڈیم ہے۔ اور وہ پورا صحرائی علاقہ ہے۔ اس ڈیم کے بننے سے وہاں ہزاروں ایکڑ (تقریباً ساٹھ ہزار سے ایک لاکھ کے درمیان) اراضی زیر کاشت آنے کی توقع ہے اور اس ڈیم کے لئے رشین گورنٹ کے ساتھ آج سے تقریباً چار سال پہلے ایگریمنٹ ہو چکے تھے ECNEC چار سال سے کی اس منظوری نہیں دے سکی اور یہاں لکھا ہے کہ ۱۸ مارچ کو ECNEC کی میٹنگ ہو رہی ہے اور اس میں کوئی فیصد ہوگا اب ۱۸ مارچ کو ECNEC کی میٹنگ بھی ہوگئی ہے تو مخدوم صاحب ذرا تفصیل سے بتا دیں تاکہ سلیمنٹری کم سے کم ہوں کیونکہ سلیمنٹری کا تعلق اس بات کا زیادہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ beating about the bush کرتے ہیں straight بات نہیں کرتے۔ سیدھی بات کا سیدھا اگر جواب دیا جائے تو اس میں گنجائش ہی نہیں رہتی کہ ہم دوسرا سلیمنٹری کریں۔ میری گزارش یہی ہوگی کہ پوری تفصیل سے جواب دیں تاکہ سلیمنٹری کی کم سے کم گنجائش ہو۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ وہ جواب دیں گے کیونکہ ہو گیا ہے میرا خیال ہے۔

Makhdoom Shahabuddin: Mr. Chairman, Sir, I assure this august

House that there will not be beating about the bush and I will be as brief as

possible. Sir, this project known as the Mirani Dam Project, was considered earlier. I will a little elaborate, if you allow me. Because the nature of the situation involved is such. Economically, it was deemed, it is not a very attractive project to begin it and hence it was decided that some donor should pick up this project. And there was TPE Russian firm which offered to construct this project on turn key basis. We will do everything, stay home, will get back to you after they are through with the project. Sir, this matter has been considered and re-considered again and again in the ECNEC and yesterday, there was a meeting and this project, I will not say it is being totally done away with, it is being postponed for re-consideration. Now what are the reasons for re-consideration? The various reasons for that. (1) Is that, there was no reliable cost estimate, when they went through the file, through the brief of the project. There was no reliable cost estimate. (2) Economic return of the project could not be quantified in real terms and this is because of Item No.1, because there is not reliable cost estimate, hence this No.2 and ECNEC has decided to go in for the open bidding. We have gone to have an open bidding now. And the sponsor, that is the Government of Balochistan and WAPDA have been asked to re-submit the project in the light of the open bidding. Sir, this is what happened yesterday.

سید محمد فضل آغا۔ سر میری گزارش یہ ہے کہ شہاب الدین صاحب نے تو بہت خوبصورت انداز میں اس طرح technicalities نمبر کا سہارا لیا جس طرح اس سے پہلے گوارڈ deep seaport پر لے چکے ہیں کہ reconsider کر رہے ہیں جو اس سے پہلے شہداد کوٹ خضدار گوارڈ پانی وے پر لے چکے ہیں کہ reconsider کر رہے ہیں جو اس سے پہلے شہداد کوٹ خضدار ٹرانسمیشن ۲۲۰ کے وی لائن پر لے چکے کہ وہ reconsider کر رہے ہیں جو اس سے پہلے کندکوٹ اور الٹی ٹرانسمیشن لائن پر دے چکے ہیں کہ وہ reconsider کر رہے ہیں میری گزارش یہ ہے کہ بلوچستان کی بنیادی ایسی کیوں ہے کہ جب ان کے منصوبے فائل ایگریمنٹ سائن ہونے میں آتے ہیں تو پھر دوبارہ reconsideration کے لئے تمام منصوبے cold storage میں

پلے جاتے ہیں اور یہی تاثر ہم پچھلے ۲۷ سال سے دیکھ رہے ہیں میں ان کی contention سے بالکل مطمئن نہیں ہوں پچھلے ایک سال سے جو منصوبے میں نے گواٹے ہیں یہ فائل سنبھل رہے تھے پروٹوکول سامنے ہونے تھے بعض کے ہو چکے تھے تمام منصوبے انہوں نے کوئٹہ سنوریج میں ڈال کر ہم سے یہ کہا کہ ہم reconsider کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر زیادتی ہے ECNIEC کی چار سال میں اتنی میٹنگ ہوتی ہیں ایک سال سے یہ تشریف لائے ہیں تو یہ منصوبے reconsider کے بہانے دوبارہ کوئٹہ سنوریج میں ڈالے گئے ہیں اب یہ مجھے مخدوم صاحب assurance دیں کہ اس کی reconsideration کے لئے کب تک دوبارہ اس کو ECNIEC کی میٹنگ ہوگی کب اس کی approval کے chances ہیں؟

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ احسان شاہ صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ سر اس کا مجھے جواب پاسیے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ وہ جواب دیں گے دونوں کا جواب دیں گے۔

مخدوم شہاب الدین۔ دونوں کا کر لیں دونوں کا الگ جواب دوں گا۔

سید محمد فضل آغا۔ نہیں سر پہلے میرا جواب دیں۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ اہم ٹیک ہے۔

Makhdoom Shahbuddin: Sir, I would like to assure my

honourable friend sir, we have taken this project very seriously. Let us not do things in an utter haste. After all, the natural resources of Pakistan are in question, sir.

اس کو کہتے ہیں سر re-scheduling in a way. ہم بہتر انداز میں کرنا چاہتے ہیں۔ we have not sent it to cold storage as he said. I would like to assure him sir, we are

going to take it very seriously. open bidding میں سر اس میں ہے۔ اب اس کے

لئے تھوڑا سا procedure ہوتا۔ ایسے تو نہیں۔ یہ کوئی گڑ تو نہیں بیچنا۔

after all we have to undertake Sir it has to be (this project) cost effective

it involves a lot of money. So we have to be little careful this project

وقت نہیں لگے گا

we are very particular about this. The Member is here we keep on agitating this point if he thinks we will be going to sleep, we are not a sleep. we can agitate again.

سید محمد فضل آغا۔ جناب اس میں شہاب الدین صاحب نے کچھ اور نکتے مزید بڑھا دیئے ہیں جیسے تو صرف یہ بات تھی کہ estimating وغیرہ نہیں ہوتی اب وہ کہہ رہے ہیں کہ they are again working the modality - feasible ہے کہ نہیں ہے - cost estimated اس کے بعد open tender پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں open tender کریں - estimate بنائیں لیکن باقی جو انہوں نے باتیں کی ہیں feasibility ہے یا نہیں ہے - viable ہے کہ نہیں ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ انہوں نے اس کو cold storage میں ڈال دیا ہے ورنہ یہ ہمیں بتا دیں کہ within two months, three months, four months, یہ ساری جو technicalities ہے ٹینڈر open ہو سکتے ہیں اس کے بعد feasibility بنی ہوئی ہے ساری باتیں ہوتی ہیں۔ تو آپ مہربانی کریں ان سے پوچھیں کہ کتنے وقت میں یہ کر سکیں گے۔

Mr. Presiding Officer: The man seriously affected is Ahsan Shah Sahib.

سید احسان شاہ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب یہ میزانی ڈیم چونکہ میرے علاقے سے متعلق ہے اس کے بارے میں میں نے کئی مرتبہ سابق وزیر خزانہ صاحب سے اور کئی Ministers سے گزارش کی ہے لیکن کوئی ابھی تک رسائی نہیں ہوئی جناب حقیقت یہ ہے کہ میرانی ڈیم کی protocol جب sign ہوئی تو 1988 میں جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی پیداوار کا ان کا وزیر تھا راجہ شاہد ظفر صاحب ماسکو میں جا کر اس کو انہوں نے اس کو sign کیا اس کے بعد 1988 سے لے کر اب تک یہ زیر غور ہے۔ ہر دفعہ ہم نے بات کی تو یہی جواب ملا کہ اگلی میٹنگ میں اس کا فیصلہ ہوگا اس سے اگلی میٹنگ میں اس کا فیصلہ ہوگا۔ تو اب گزارش یہ ہے کہ وزیر صاحب کوئی وقت بتا دیں جی کہ دو مہینے میں ایک مہینے میں تین مہینے میں کب اس کا فیصلہ ہوگا۔ 1988 سے لے کر یہ 1994 تک تو ہم اس انتظار میں ہیں کہ جی اس کا فیصلہ ہوگا۔ اب خدا کے لئے کوئی وقت تو دیں ہمیں کہ کب یہ ہوگا۔

مخدوم شہاب الدین۔ جناب اس کے لئے تو کوئی particular وقت تو میں نہیں

دے سکتا۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ آپ یہ assurance کرا سکتے ہیں کہ اس سال ہوجائے گا۔
مخدوم شہاب الدین۔ سر میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ we are going to take it up۔
جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ جی وزیر داخلہ صاحب۔

Maj. Gen. (Retd.) Nascerullah Khan Babar: I will answer this question. In the last Government we were also connected with this problem. The fact is, this is uneconomic dam. Let me straight forwardly talk about it. I know that some individuals have personal interest because they are partners in the firm and that is why it is being agitated. The fact is that, this is uneconomic because it will involve 36,000 acres for the dam to be built and it will only irrigate 30,000 acres of land and secondly as the honourable Finance Minister said even the economic viability is not there. It is not cost effective and that is why the alternative the Hingual Dam is going to be built at priority.

سید احسان شاہ۔ ہر دفعہ بات ہوتی ہے تو یہی جواب آتا ہے ان کی طرف سے جی۔
اب کوئی وقت ہمیں بتا دیں سر نہیں تو میں احتجاجاً اس پر واک آؤں کرتا ہوں جی۔
جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں گنجی صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب ہمارے معزز اور بزرگ وزیر صاحب نے ایک aspersion cast کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ some of the Senators ان کی personal interest ہے نہیں سر۔ this is a very serious point of order اس کا مطلب یہ ہے جی ہم جو بھی سوال اس ہاؤس میں لائیں گے تو ہمیں جواب یہی ملے گا۔ میرے متعلق آپ وضاحت فرما دیں۔ کہ میں ملوث ہوں کہ نہیں ہوں۔ کم از کم سوال میرا تھا۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ انہوں نے ٹھیک کہا ہے۔

سید محمد فضل آغا۔ سوال میں نے move کیا ہے۔۔۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔۔۔ یہ کیا بات کرتے ہیں۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر۔ آپ سب لوگ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر ہو جائے پھر دوسرا پھر تیسرا۔

سید محمد فضل آغا۔ I am the mover میں نے سوال کیا ہے یہ پوزیشن پورے ہاؤس کے سامنے واضح کریں گیلری کے سامنے aspersion انہوں نے میری personality پر کیا ہے inculding my colleague تو کم از کم اس کی وضاحت ہونی چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سینٹ میں سوال ہی نہیں کر سکتے۔ جو بھی ہم بات کریں گے وہ کہیں گے کہ آپ کا ذاتی معاد کا ہے۔

Mr. Presiding Officer: We are all interested

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, the point is, if I said some thing, I did say so on record. The fact is he can get up on point of personal explanation that I am not involved, I will accept that there is no problem in that.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جس میں اگر گورنمنٹ contracts کے بارے میں ایک پالیسی بناتی ہے کہ کوئی سینئر کنٹریکٹ نہ لے تو ایک بات ہے اور یہ ہمارے صوبے کا مسئلہ ہے اور ساتھ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص یہاں contractor بھی ہو۔ اور اس ایک کنٹریکٹر کے بہانے گورنمنٹ تمام سکیوں کی نفی کرے یہاں سینٹ میں جواب ہمیں غلط دے۔ تو یہ objectionable ہے جناب والا۔ ہم وزیر داخلہ صاحب سے پوچھیں گے کہ کیا میرانی ڈیم پر سالوں کی رپورٹ اور اس کا کنٹریکٹ ابھی تک اس کو بہانے سے ٹالا جا رہا ہے۔ اس کے بارے میں ہمیں واضح جواب دیں آپ کب اس کو صحیح لائیں گے۔ باقی دوسری باتیں آپ دوسرے بہانے سے اصل سوال کو avoid نہ کریں۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I gave a very categorical and clear cut answer for the first time that it is not a viable nor an economically feasible project. It involves 36000 acres of land for the dam and it will only irrigate 30,000 acres. That is why, every Government in the past has been doing this. It has been shelving it through false arguments. I have told them that it is economically unviable. We will look at the other dam at priority.

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ جناب گلگی صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب منظور احمد گلگی۔ جناب والا مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بیک

وقت دو statements ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے کہا کہ جی کہ اس کی rescheduling ہو رہی ہے اور ہم نینڈر کال کریں گے اور جو صحیح bid دے گا ہم اسی کو دیں گے دوسری طرف ہمارے وزیر داخلہ صاحب نے یہ ارشاد فرمایا کہ چونکہ viable نہیں ہے اور یہ feasible نہیں ہے اس لئے اس کو drop کیا جاتا ہے مجھے یہ بتا دیں کہ میں ان دونوں statements میں سے کس کو مستند سمجھوں ان کے statement کو یا ان کی statement کو۔ جناب والا they are beating about the bush یہ ہمیں لارا لپا دیتے ہیں ہمیشہ اس ملک کے حکمران ہمارے ساتھ سب سے زیادہ زیادتی کرتے ہیں اس کا سب سے بڑا جوت یہی ہے۔ ہم ہر چیز کر سکتے ہیں لیکن ہم اپنے صوبے کے بارے میں retreat نہیں کریں گے اس کے right کے لئے ہم لڑتے رہیں گے چاہے جس سے بھی لڑنا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ یہ contradictory statement دونوں کی طرف سے کیسا ہے ایک وزیر کچھ بولتا ہے دوسرا وزیر کچھ بولتا ہے یہ مذاق نہیں ہے اس ہاؤس کے ساتھ ہمارے ساتھ یہ گورنمنٹ اس کو clarify کرے کہ آیا فنانس منسٹر کی statement صحیح ہے یا وزیر داخلہ کی statement صحیح ہے۔ (مداخلت)۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, the point is that I have never hedged on issues. It is a very important issue and it cannot be hedged. It has been hedged for so long and that is why they are so bitter about it. But the fact is that is the reality of life, that I discuss because I was involved with it as a Special Assistant in 1989-90. They are aware of it. Today, I know what is the situation. The Finance Ministry would be doing its drill but the ultimate answer that they will come up with about after 6 or may be 3 months will be what I am telling the House today.

جناب منظور احمد گلگی۔ وزیر داخلہ صاحب retreat کر رہے ہیں اپنے اس سے ایک

طرف وہ سٹلے کچھ اور کہہ رہے ہیں اب وہ بالکل کچھ اور پینترا بدل رہے ہیں میرا سوال یہ ہے کہ فنانس منسٹر ٹھیک ٹھاک طریقے سے categorically اس بات کو یہاں رکھ کر اس ہاؤس کے اندر کہ اس کی کب discussion ہو گی کون سا ٹائم ہے کیا گورنمنٹ اس کو feasible سمجھتی

ہے اور جبکہ پرائم منسٹر 'پریذیڈنٹ اس کو دو مرتبہ announce کر چکے ہیں' اگر یہ feasible نہیں تھا تو ان کو announce کرنے کی کیا ضرورت ہے - on record موجود ہے کہ جب بھی وہ مکران گئے ہیں اس پرائم منسٹر نے یا اس پرائم منسٹر نے اس پریذیڈنٹ نے یا اس پریذیڈنٹ نے 'کس کس کی بات سنوں جناب' سب نے کہا ہے کہ جی بنے گا بنے گا۔ اب ایک صاحب دیکھتے ہیں کہ بنے گا دوسرے کہ رہے ہیں کہ نہیں بنے گا۔ میں فنانس منسٹر سے کہتا ہوں کہ کیا Interior Minister کا جواب صحیح ہے یا آپ کا جواب صحیح ہے؟

جناب پریذیڈنٹ آفیسر - منسٹر صاحب نے present position بتا دی ہے پھر repeat کر دیتے ہیں -

Makhdoom Shahabuddin: This project has various aspects. There is just no doubt about it when it began it was totally economically not viable. Hence this rebidding, we don't want to take thing in a half hearted manner. Why a sort of project which is economically not feasible? First of all let us make it economically viable and hence we have started an open bidding.

وہ جو 'terms and conditions' کا کہتے ہیں۔ let them go through that وہ کیا کوئی ابھی Sir, we would not terms and conditions بہت غلط ہیں - like to waste the natural resources of Pakistan اس میں میرے قاضی دوست کیوں سمجھ رہے ہیں کہ

They are being discriminated against them. This is not the spirit behind this. The idea is, there should be economically sure footedness in this project, that is the aim, economically sure footedness. We will undertake otherwise, there are so many other projects also

یہ نہیں ہے کہ خدا نخواستہ وہاں activity ختم ہو جائے گی economic activity میں۔ Sir, I hope, I am clear.

Mr. Ilyas Ahmed Balour: Can I ask the honourable Minister that who has signed this agreement earlier, whether it was not the Peoples Party's Government and if it was Peoples Party's Government in 1988, if it was not

economically viable , why was it signed and why they have made the arrangement? How much money they have taken in kickback. No.(2) is that if it was not viable overthere at that time then how it was viable by that time and it is not viable at this time. This is a contradiction Sir. I don't know this is the item that the way they were inefficient people in 1988-1989, they were dismissed only because they were inefficient. They have signed this agreement. They have made this feasibility and now they are saying that it was not viable. I don't understand Sir, why this contradiction is there?

Makhdoom Shahabuddin: Sir, as regards the efficiency my honourable friend has practically demonstrated how efficiency is. He has not done his home work Sir. This was between the Government of Balochistan, this memorandum was signed, between the Government of Balochistan and the Russian's firm know as DPE, this was not done by us sir, not by the Federal Government. So, I am afraid my friend should do his home work properly. He should do his home work thoroughly.

جناب پریذائٹنگ آفیسر۔ جی ڈاکٹر عبدالجی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالجی بلوچ۔ جناب چیئرمین صاحب شکریہ! میری اس سلسلے میں وزیر موصوف

صاحب سے یہ گزارش ہے بلکہ دونوں وزراء صاحبان سے کہ یہ آج تک پارلیمانی روایت میں نہیں ہوا ہے کہ سینٹ کے اندر ہم نے دو متضاد بیان سنے ہوں میں پہلی بار کم از کم سن رہا ہوں اور میں اپنے وزیر داغد صاحب کی صاف گوئی کی تعریف کرتا ہوں کہ انہوں نے جو بات کی ہے صاف گوئی ہے اور یہ ہمارے ملک کی میں بدقسمتی ہے کہ آپ ساہا سال ایک منصوبے کے اوپر کام کرتے ہیں 'آپ بیرونی دنیا سے اس کے لئے معاہدے کرتے ہیں 'سب کچھ کرتے ہیں۔ آپ وزیر اعظم ملک 'صدر پاکستان ملک 'سب publicly کہتے ہیں کہ اس منصوبے پر فوراً عمل درآمد ہو گا۔ اور آج وزیر داغد نے صاف گوئی سے بات کی ہے کہ یہ نہیں ہو گا۔ یہ reliable نہیں ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے اثرات ملک کے اوپر خود اس ادارے پر جس کے اندر ہم بیٹھے ہونے میں کیا ہوں گے۔ اس کے وقار کو دھچکا نہیں لگے گا کہ ایک طرف صدر پاکستان 'وزیر اعظم پاکستان دونوں ہماری ذمہ دار ہستیاں ہیں۔ ایک ملک کا سربراہ ہے 'دوسرا

حکومت کا۔ بینک میں کہتے ہیں کہ میرانی ڈیم پر ضرور عملدرآمد ہو گا۔ اب اتنے سالوں تک خرچہ کرنے کے باوجود اتنے کروڑوں روپے ضائع کرنے کے باوجود 'روس سے معاہدہ کرنے کے باوجود' ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ کس ملک سے آپ قرضہ لے رہے ہیں مگر یہ سوال جو سب سے اہم ہے۔ یہ مذاق اس ملک میں 'بالخصوص بلوچستان کے مظلوم عوام کے ساتھ کب تک ہوتا رہے گا؟ کیسے لوگ یہ یقین کریں کہ آپ ہمارے ساتھ برابری کا سلوک کر رہے ہیں؟ اتنا بڑا منصوبہ ہے اور آج آپ ۱۰ سال کے بعد یہ کہتے ہیں کہ یہ قابل عمل نہیں ہے۔ تو کیا ہمارے جو ایکسپٹ ہیں یا جو ہمارے ماہرین ہیں یا دو حکومتیں درمیان میں آئی ہیں کیا انہیں اتنی سمجھ نہیں ہے کہ اگر ایک منصوبہ قابل عمل نہیں تھا تو عوام کے سامنے کیوں کہا کہ جناب اس پر عمل درآمد ہو گا۔ یہ اہم منصوبہ ہے اور اس سے ہزار ہا ایکڑ آباد ہو گا۔ تو ہم کیا سمجھیں سر۔ ایک بات ہے کہ جب تک ہمیں واضح اور تسلی بخش جواب نہیں دیا جاتا، ہم اس پر واک آؤٹ کریں گے۔ نہ صرف بلوچستان کے بلکہ تمام معزز ارکان کو کہتا ہوں کہ سب واک آؤٹ کریں کیونکہ ہم اس میں نہیں بیٹھیں گے۔

(مداخلت)

چوہدری محمد انور بھنڈر ، Statement on the floor of the House دیں اور اس کو کسی اور date پر ۲۰۲ دن کے بعد یا ۵ دن کے بعد defer کر کے اس کا ختمی جواب حکومت سے حاصل کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ٹھیک ہے حکومت نے جواب دے دیا ہے اور بھی

دے سکتے ہیں - No further discussion on this. Next Question No. 38. No point of

order. اس پر کافی بحث ہو گئی ہے۔ کوئی سوال نہیں ہو گا۔ یہ وقفہ سوالات ہے اور Point of

order بہت ہو گئے ہیں۔ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ چوہدری شجاعت صاحب اپنا پوائنٹ جاتیں۔ No

further discussion جواب مل گیا حکومت سے اور وہ کافی ہے۔

حافظ حسین احمد ، حکومت ہمیں دونوں الفاظ میں بتانے کہ میرانی ڈیم بنے گا یا

نہیں بنے گا؟ ہم بلوچستان کے تمام ساتھی یہاں سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس دوران اپوزیشن کے تمام اراکین واک آؤٹ کر گئے)

چوہدری شجاعت حسین ، جناب والا سوال نمبر ۲۹ میرا ہے۔ میں احتجاجاً اس کے

اوپر سپیمنٹری نہیں کر رہا کیونکہ بلوچستان کے ممبرز اس سے ناراض ہونے۔

(مداخلت)

جہاں پرینڈائیٹنگ آفیسر: One hour is over - پروفیسر خورشید صاحب -

37. Transferred to the Ministry of Food, Agriculture and Livestock.

+38. *Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister for Finance Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that World Bank's US \$ 200 million industrial credit is linked with the condition of privatization of at least one DFI, if so, the name of the D.F.I. proposal to be privatized?

Makhdoom Shahab-ud-Din: No. Negotiations with the World Bank are, however, underway for a loan amounting to US \$ 216 million under Financial Sector Deepening and Intermediation Project (FSDIP). Even under this project, there is no such condition.

39. *Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state;

- (a) whether it is a fact that Pakistan Security Printing Corporation has entered into a joint venture project with a Swiss Ink manufacturing firm, if so, the details of the agreement; and
- (b) whether the transfer of technology is involved in this agreement?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) Yes. PSPC has entered into a joint venture project with M/s SICPA of Switzerland, to manufacture and sell Security and Commercial Inks. The details of the agreement are as under:-

- (i) Share Ratio:

PSPC	40%
SICPA	60%

+Question Hour is over the remaining questions and answers were placed on the table of the House.

(ii) Mnagement:

Chairman of the Joint Venture would be from PSPC's and Executive/Mnaging Directors from SICPA.

(iii) Life of the Project:

Five years.

(iv) Sources of Financing:

PSPC will arrange its contribution from the assets/leasing of land and machinery of the present ink factory.

(b) Yes. As per MOU signed, the company shall transfer the ink manufacturing technology.

40. *Mr. Manzoor Ahmed Gichki: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the total number of Customs Collectorates in Pakistan and the revenue collected by each Customs Collocetorate during the last fiscal year; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to grant any incentives to the Customs Collector and other staff who have collected the highest revenue?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) The requisite information is annexed.

(b) Revenue collection is a fuctionion of multiple factors like tariff rates and import levels etc. Renvenue collection by each Collectorate is analysed by taking account of each fctor. Extraordinary efficiency of officers and staff is accordingly rewarded under Customs Reward Rules notified vide SRO 603 (I)/73, dated 24-4-1973.

*List of Collectorate and detail of customs duties collected by each collectorate
during 1993-94*

(Rs. in million)				
S. No.	Name of Collectorate	Revenue collected (customs duties)		
		Gross collection	Refund & Rebate	Net collection
1.	Collectorate of Customs (Appraisalment), Karachi.	44,819.74	644.31	44,175.43
2.	Collectorate of Customs (Preventive) Karachi.	15,093.85	19.50	15,074.35
3.	Collectorate of Customs (Exports) Karachi.	834.44	7,532.18	(-)6,697.74
4.	Collectorate of Customs, Lahore.	6,783.16	1,974.79	4,808.37
5.	Collectorate of Customs & Central Excise, Rawalpindi.	1,582.54	135.45	1,447.09
6.	Collectorate of Customs & Central Excise, Peshawar	1,166.54	43.37	1,123.17
7.	Collectorate of Customs & Central Excise, Hyderabad.	668.41	118.41	550.00
8.	Collectorate of Customs & Central Excise, Quetta.	1,562.92	10.79	1,552.13
9.	Collectorate of Customs & Central Excise, Multan.	2,198.01	32.25	2,165.76
10.	Collectorate of Customs & Central Excise, Faisalabad. (Started April, 1994).	41.69	—	41.69
	Total:	74,751.30	10,511.05	64,240.25
11.	Collectorate of Customs & Central Excise, Gujranwala started functioning on 1-7-1994.			
12.	Collectorate of customs, Port Qasim started functioning on 1-7-1994.			

41. *Mir Nabi Bakhsh Domki: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) whether it is fact that the Government vide Finance Division O. M. No. F. 1(2)-Imp/94(i), dated 15th June, 1994, have frozen/maintained all allowances (excluding Secretariat Allowance) at the level of drawn /admissible at the rates as on 31st May 1994; and
- (b) whether it is also a fact that deduction on account of House Rent is being effected on the pay including Secretariat/Personal allowance drawn/admissible after revision of Pay Scales w.e.f. 1st June, 1994; if so, its reasons?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) Yes, according to the package of scales revision announced by the Government in June 1994, special pays and other allowances including house rent allowance will be maintained at the level drawn admissible at the rates as on 31st May, 1994.

(b) Yes, in case of employees who are provided Government residential accommodation, recovery of rent is deducted at 5% of the emoluments drawn by the employees concerned. Recovery at 5% of the running pay/emoluments is made because the Government incurs substantial expenditure on construction and maintenance of the residential houses provided to its employees.

42. *Sardar Bashir Ahmed Khan Tareen: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to refer to Senate Starred Question No.64, replied on 21st July, 1994 and state:

- (a) the name of the owner/landlord of the newly constructed building hired for the National Bank, City Branch, Quetta with its location;

- (b) whether there is any other building having the same covered area and rent in the vicinity; and
- (c) the covered areas of the old and new buildings?

Makhdoom Shahab-ud-Din: The Information is being collected and will be placed before the House as soon received.

43. ***Mir Nabi Bakhsh Domki:** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the number of persons working on dailywages in various branches of the National Bank in Balochistan Province indicating also their names, age and place of domicile?

Makhdoom Shahab-ud-Din: The information is being collected and will be placed before the House as soon as received.

44. ***Mr. Fatch Muhammad Khan:** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to increase the Taxable Income from its present limit of Rs.40,000 (Rupees Forty thousand) if not its reasons?

Makhdoom Shahab-ud-Din: Presently, there is no proposal to enhance the basic limit, for the reasons given below:-

- (i) Enhancement in basic exemption limit will further restrict, the already narrow tax base.
- (ii) The basic exemption limit for salaried tax-payers has already been fixed at higher level, against the lower limit of Rs. 30,000 for non-salaried tax-payers. Any further enhancement in the case of salaried tax payers will lead to demands by other categories of tax-payers, for similar enhancement, which our resource constraints do not permit.

45. Mr. Khalil-ur-Rehman: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to refer to Senate Starred Question No. 200 asked on 1-8-1994 and state the time by which the required information would be placed on the table of the House?

Makhdoom Shahab-ud-Din: The requisite information has been placed in the Senate Library.

46. *Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that one Khalid Ansari, Principal Appraiser Customs posted at Lahore Airport has admitted openly that bribes are taken and offered to superior officers as a routine; If so the action taken against the officer on account of his confession?

Makhdoom Shahab-ud-Din: No.

47. *Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) the credit sanctioned by the State Bank of Pakistan for Agriculture sector for the year 1994-95; and
- (b) Province-wise break-up of the credit allocations alongwith its percentage; and
- (c) the cropped area of each province alongwith its percentage?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) The National Credit Consultative Council (NCCC) has approved a total allocation of Rs.28.728 billion for the Agriculture sector during 1994-95 as compared to an allocation of Rs.22.517 billion during 1993-94.

(b) The credit allocation is made on National basis and as such the Province-wise break-up can not be furnished.

(c) Total cropped area in Pakistan was 21.93 million hectares during 1992-93.

The Province-wise shares are given below:-

	Million Hectares	% age Shares
Punjab	15.05	68.6
Sind	3.97	18.1
NWFP	2.05	9.3
Balochistan	0.87	4.0
Total:	21.93	100

48. *Qazi Hussain Ahmed: Will the minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

- whether it is a fact that the C.D.A. had started a campaign to cut grass from the entire forest belt of all sectors of Islamabad;
- the reasons for not clearing the grass from the forests near C.D.A. blocks in Sector G-8/1; and
- the time by which the grass from the foot-paths of said sector would be removed?

Syed Iqbal Haider: (a) Yes.

(b) The grass-cutting in Sub-sector G-8/1 of G-8 sector was started only on 15-8-1994.

(c) It is expected to be completed by the end of the current month.

49. *Mr. Abdur Rahim Khan: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state.

- whether it is a fact that the government employees are paid house allowance on the initial pay scales;
- whether it is also a fact that in case of allotment of government

quarter to an employee, 5% maintenance allowance on running pay scale in addition to house allowance is deducted; and

- (c) if so, whether there is any proposal under consideration of the government to deduct 5% maintenance allowance on initial pay?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) Prior to June 1994, house rent allowance was paid to the Government employees at prescribed percentage on the basis of minimum of the pay scales. However, according to the package of pay scales revision announced by the Government in June, 1994, special pays and other allowances including house rent allowance will be maintained at the level drawn/admissible at the rates as on 31st May, 1994.

(b) In case of those who are provided Government residential accommodation, recovery of house rent is deducted at 5% of the emoluments drawn by the employees concerned. House rent allowance is not paid to such employees as it is admissible to those who are not provided Government accommodation.

(c) There is no proposal under consideration of the Government to deduct recovery of the rent at 5% of the initial of the pay scales instead of running emoluments.

50. ***Mr. Adur Rahim Khan:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to construct overhead water tanks on the D-type quarters in sector G-6/2, Islamabad?

Syed Iqbal Haider: No.

51. ***Mr. Abdur Rahim Khan:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to construct balconies and install exhaust fans in the Blocks of Sector G-9/2, Islamabad?

Syed Iqbal Haider: There is no proposal under consideration for the construction of balconies. However, there is a proposal for the installation of exhaust fans in all 'A' to 'D' type Blocks of Sector G-9/2, Islamabad subject to availability of funds.

***Syed Ali Haider:** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) the foreign investment made in the country during the last two years with province-wise break-up;
- (b) the amount of foreign investment made in the province of Sindh with division-wise break-up during the aforesaid period;
- (c) the expected investment to be made in Karachi in the near future; and
- (d) the names of investing countries indicating also the amount invested so far?

Makhdoom Shahab-ud-Din: Information is being collected from S.B.P. it would be laid before the House as soon as its available.

*** Syed Ali Haider:** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that the Government has decreased the mark-up rate on co-operative banks loans and the new rates will also be applicable on the loans taken before, if so, the losses sustained by the said banks; and
- (b) the amount of loans with percentage recovered as a result of this step?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) No decrease in rate of mark-up of

co-operative banks loans has been made in the recent past.

(b) Nil.

54. ***Dr. Muhammad Rehan:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

- (a) the total numbe of large size trees cut by C.D.A. from Street No. 26, Sector G-6/2, Islamabad in May, 1994;
- (b) whether it is a fact that the walls of D-type houses in the said street were damaged due to cutting of tree ; and
- (c) whether is is also a fact that some walls have been repaired , if so, the time by which remaining walls will be repaired?

Syed Iqbal Haider: (a) 18

(b) Yes.

(c) Yes, walls of 3 quarters were repaired as damage caused was extensive. Estimate for reconstruction of remaining walls has already been prepared. Work shall be under-taken shortly.

55. ***Dr. Muhammad Rehan:** Will the Minister for Commerce be pleased to state the total number of officers in grade 17 and above in the State Life Insurance Corporation with their names, qualifications, place of domicile, length of service and placed of posting?

Ch. Ahmed Mukhtar: Total number of officers in Grade 17 and above are 958. Their names, qualifications, domicile, length of service and place of posting are annexed. (Annexure has been placed in the Senate Library).

56. ***Dr. Muhammad Rehan:** Will the Minister for Commerce be pleased to state whehther it is a fact that the State Life Corporation has a Board of Directors, if so, its functions and the names, palce of domicile and qualifications

of Directors on the Board?

Ch. Ahmed Mukhtar: Yes. Functions and the names, place of domicile and qualifications of the Directors are annexed at 'A' and 'B'.

Annexure 'A'

FUNCTIONS OF THE BOARD OF DIRECTORS OF STATE LIFE

INSURANCE CORPORATION OF PAKISTAN

- (a) To carry on life insurance business, whether in or outside Pakistan, in order to develop it to the best advantage of the community.
- (b) To carry on capital redemption business, annuity certain business and re-insurance business pertain to the life insurance business.
- (c) To invest the funds of the Corporation in such a manner as the Corporation may think fit and to take all such steps as may be necessary or expedient for the protection or realization of any investment, including taking over of and administering any property offered as security for the investment until a suitable opportunity arises for its disposal.
- (d) To acquire hold and dispose of any property for the purpose of its business.
- (e) To transfer the whole or any part of life insurance business carried on outside Pakistan to any other person or persons, if in the interest of the Corporation it is expedient so to do.
- (f) To advance or lend money upon the security of any movable or immovable property or otherwise.
- (g) To borrow or raise any money in such a manner and upon such security as the Corporation may think fit.
- (h) To carry on either by itself or through any subsidiary any other business in any case where such other business was being carried on by a subsidiary of an

insurer whose life insurance business has been transferred to and vested in the Corporation under the Life Insurance(Nationalization) Order, 1972;

(i) To carry on any other business which may seem to be capable of being conveniently carried on in connection with its business and calculated directly or indirectly to render profitable business of Corporation;

(j) To do all such things as may be identical or conducive to the proper exercise of any of the powers of the Corporation.

(k) To do any of its functions on sound business principles.

LIST OF BOARD OF DIRECTORS OF STATE LIFE INSURANCE
CORPORATION OF PAKISTAN

S.No.	Names	Place of	Domicile	Qualification
1.	Mr. M. Zaheer Khan, Chairman (Management Grade-I)	N.W.F.P.		B.E.(MECHANICAL)
2.	Mr. Javed Masud, Addl. Secretary Ministry of Commerce, Director(Ex-Officio)	Punjab	(i) M.A.(History). * Dhaka University. (ii) M.A. (Natal & International-Studies) Institute of Social Studies-The Hague	
3.	Mr. Mahmood Ali Bhatti, Director, (Private Sector)	Punjab		Graduate
4.	Mr. Nazir A. JAJVI, Executive Director, (Mangement Grade-II)	Punjab		M.B.A.
5.	Mr. M. Haifz Malik, Executive Director, (Management Grade-II)	Punjab		Graduate
6.	Mr. M. Javed Ashraf Hussain (BPS-20). Executive Director	Punjab	(i) B.E. (Civil); (ii) Post-graduate in Development Admn. University of Birmingham, England.	

57. *Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Will the Minister for Commerce be pleased to state whether is a fact that some American Companies have planned to arrange a trade show in Pakistan, if so, its details?

Ch. Ahmed Mukhtar: No American Company has approached Export Promotion Bureau or Ministry of Commerce for organizing any trade show in Pakistan.

58. *Mr Aftab Ahmed Sheikh: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whehtehr there is any proposal under consideration of the Government to treat medical prfession as Industry and grant loans to se-up Hospitals/Medical Centres and other health connected units equipped with every kind of machinery/facility?

Mkhdoom Shahab-ud-Din: The concept of declaring a sector of economy as an industry has been abandend since August, 1993. As a result all economic activities including health sector actvities are eligible for financing by Banks/DFIs on the basis of commercial considerations.

59. Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Will the Minister for Commerce be pleased to state whether a survey has been conducted for establishment of Separate Chamber of Industry, if so, its details?

Ch. Ahmed Mukhtar: A survey to elicit opinion is being conducted.

Keeping in view the persistent demand for formation of separate Chambers of Industry, a Committee cositing of reprepresentatives of the Ministry of Industries, Law and Justice Division, Corporate Law Authority, Export Promotion Bureau and Federation of Pakistan Chambers of Commerce and Industry (FPCCI) has been formed to review and stremline the working of trade bodies in the country. A draft working paper has been circulated to various Chambers of Commerce and Industry and 'A' class Trade Associations to elicit their views and recommendations on the subject.

60. *Mr. Khalil-ur-Rehman: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the date by which population census will be held?

Makhdoom Shahab-ud-Din: The Government has decided to

hold Fifth Population and Housing Census from 18th October to 1st November, 1994.

61. ***Mr. Khalil-ur-Rehman:** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to give transport allowance in lieu of official transport given to all government functionaries?

Makhodoom Shahhab-ud-Din: No. Presently there is no proposal under consideration of the Government to give transport allowance in lieu of official transport to all Government functionaries. However, the Government employees in B.1--20 are paid conveyance allowance at prescribed rates for their daily journey from residence to office and back in connection with the official duty.

62. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** Will the Minister for Commerce be pleased to state whether it is a fact that the Rice Export Corporation of Pakistan have sustained a loss of Rs. 40 crore in the sale of four lakh tones of Irri-6 rice, if so, its reasons?

Ch. Ahmed Mukhtar: No RECP has, however, sold 450,000 tonnes of Irri-6 Sindh White 15--20% brokens rice on Government to Government basis at US \$ 182.50 PMT against the average price of US \$ 170.50 PMT obtained through tenders opened from March 1994 to 14-7-1994.

63. ***Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister for Commerce be pleased to state;

- (a) whether it is a fact that the Rice Export Corporation of Pakistan (RECP) has awarded a contract for the export of 150,000 tons of Irri-6 Sindh white rice to Marc Rich & Co., a trading Company based in the Swiss town of Zug and owned by Marc Rich, an

allegedly American national;

- (b) whether it is also a fact that Mare Rich is a fugitive from US Justice and is wanted by the American authorities to face charges of criminal fraud and income tax evasion involving hundreds of millions of dollars;
- (c) whether it is further a fact that on the same day (7th August, 1994) RECP had given another contract for the export of 150,000 tonnes of Irri-6 to Rice and Commodities, a Paris-based company which on paper, is representing Agri Impex of Hungary in the deal, but which is said to actually be a front for Mare Rich & Co.; and
- (d) whether it is further a fact that Mare Rich & Co. had, in fact been awarded contracts totalling 300,000 tons of rice and that Mr. Mare Rich has now been granted Israeli citizenship?

Ch. Ahmed Mukhtar: (a) No. RECP have sold 150,000 tonnes each of the Irri-6 rice to the following three Government buyers:-

- (1) M/s. Geomin, Romania.
- (2) M/s. Seychelles Marketing Board, Seychelles
- (3) M/s. Agrimpex, Hungary.

(b) RECP has no means to verify

(c) RECP sold 450,000 tonnes of Irri-6 on 11-8-1994 to the three buyers as mentioned in answer at (a). RECP has no means to investigate any connections of the buyers.

(d) No. RECP is not in a position to comment about citizenship matters due to its limitation.

64. *Prof. Khurshid Ahmed: Will the Minister for Finance, Revenue

and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that in the budget Custom Duty had been fixed at 15% while Sales Tax was levied at 15% on industrial sewing and textile machinery;
- (b) whether it is also a fact that in the Trade Policy announced in July 1994 Custom Duty has been slashed to 10% while Sales Tax has been withdrawn on these machines; and
- (c) whether it is further a fact that the C.B.R. has not conveyed the Customs officials this change, with the result that industrial sewing and textile machines worth millions of rupees are stuck-up at Karachi Port and the importing businessmen are suffering losses worth millions of rupees on account of demurrage, if so, its reasons?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) Yes. It is a fact that customs duty was fixed at 15% after merging the para tariff's like 5% iqra surcharge, 1% regulatory duty (flood relief surcharge) and import fee @6%. The sales tax was also levied @ 15% due to a policy decision on most of the items.

(b) Yes. Customs duty has been reduced from 15% to 10% and sales tax has been withdrawn.

(c) The Customs offices have been informed about reduction of customs duties through a notification dated 11th August, 1994. Thus no industrial sewing machines and textile machines are stuck up at Karachi Port.

65. ***Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that the National Bank of Pakistan suffered a loss of 6.09 million because of the negligence an criminal

involvement of Mrs. Zahid H. Khurshid, Senior Vice-President of NBP, I.A. Perwaiz, former Vice-President and Branch Manager of NBP, Glasgow Branch and Syed Miqdad Raza and I.U. Khan of NBP Audit and Inspection Division; and

- (b) whether it is also a fact that a Special Judge in a complaint from Mr. Anwarul Imam Farooqi, Secretary NBP Officers' Association, directed the bank to look into the matter and take departmental action, if so, the action taken in this regard with present position about recovery of this amount from those responsible for the fraud?

Makhdoom Shahab-ud-Din: The information is being collected and will be placed before the House as soon as received.

66. * Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) whether there is any proposal under consideration of the Government to postpone the census to be held during the current year, if so, its reasons; and
- (b) whether some provinces have difference of opinion on this issue, if so, its details?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) No.

- (b) There is now consensus of all Provinces on census dates as well as on census modalities. Accordingly all necessary preparations are in progress in collaboration with the Provincial Governments.

67. * Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that further exemptions have been given on

wealth tax on agriculture assets, if so, its reasons; and

- (b) whether there is any proposal under consideration of the Government to give similar exemption to industrial and business community, if not, its reasons?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) The following exemption have been allowed to the agricultural land owners for the purposes of levy of Wealth Tax on agricultural assets in the Finance Act, 1994:-

- (i) Agricultural and upto the value of one million rupees @200 per PIU(i.e. 5000 PIU's).
- (ii) One pick-up used for agricultural purposes.
- (iii) Farm Animals and livestock used for agricultural purposes.
- (iv) Tractors, tubewells and other farm machinery used for raising agricultural produce.

(b) Concessions have been given in the past to business and industry. Whenever a proposal is received bearing on these two sectors of the economy it is given serious consideration.

68. ***Hafiz Hussain Ahmed:** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the total number of employees in grade 1 to 22 in State Bank of Pakistan and National Bank of Pakistan with grade-wise and Province-wise details?

Makhdoom Shahab-ud-Din: Grade 1--22 are meant for Government servants and not banks. Banks have separate scales/grades equivalent to BPS-1 to 22. However, grade-wise and province-wise details of National Bank of Pakistan's employees is annexed. As regards information in respect of State Bank of Pakistan is being collected, which shall be placed before the House as soon as received from SBI.

NATIONAL BANK OF PAKISTAN

TOTAL NUMBER OF EMPLOYEES WORKING IN OUR BANK WITH GRADE-WISE AND PROVINCE-WISE DETAILS OF EXECUTIVES, OFFICERS, CLERICAL & NON-CLERICAL STAFF

Statement No. 4

Statement No.												
Punjab	Sind			NWFP	Balochis- tan	NCAA	Azad Kashmir	Foreign Branches	Deputa- tion B.A.J.	Total	Overseas Local Based Staff	Grand Total
	Urban	Rural	Total									
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13
A. Executives:												
M.B.B. No. 1	—	01	—	01	—	—	—	—	—	01	—	01
S.E.V.P.	02	03	—	03	01	01	—	—	01	08	—	08
E.V.P.	01	10	—	10	01	—	—	02	01	15	—	15
S.V.P.	16	52	—	52	05	—	01	08	03	85	—	85
V.P.	91	117	02	119	12	04	01	01	10	09	247	247
A.V.P.	248	279	01	280	42	11	02	09	13	17	622	623
Others	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
Sub-Total	358	462	03	465	61	16	03	11	33	31	978	979
B. Officers												
Grade-I.	519	725	35	760	116	33	03	27	18	28	1504	1511
Grade-II.	1446	1348	120	1468	302	100	12	104	15	14	3641	3667
Grade-III.	2408	1245	221	1466	615	129	14	95	—	09	4736	4762
Others	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—	—
Sub-Total	4373	3318	376	3694	1033	262	29	226	33	51	9701	9740

	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13
C. Clerical Staff :													
Stenographers	04	21	—	21	—	—	—	—	—	01	26	—	26
Steno Typist.	—	03	—	03	—	—	—	—	—	02	05	42	47
Head Cashier.	876	243	53	296	204	62	10	57	—	01	1506	—	1506
Key Punch													
Operator	17	06	—	06	—	—	—	—	—	01	24	01	25
Godown	15	12	04	16	05	01	—	—	—	—	37	—	37
Inspector													
Head Draftsmen	01	01	—	01	—	—	—	—	—	—	02	—	02
Typists.	47	76	02	78	26	—	—	—	—	02	153	—	153
Senior Cashier	85	41	25	66	13	01	01	10	—	—	176	—	176
Telex Tel. Opt.	03	08	01	09	04	—	—	—	—	—	16	—	16
Draftsmen	—	01	—	01	—	—	—	—	—	—	01	—	01
Oversears.	01	—	—	—	—	—	—	—	—	—	01	—	01
Assistants.	566	770	111	881	203	100	06	38	—	06	1800	104	1904
Cashiers.	170	70	14	84	22	07	01	07	—	—	291	07	298
Telephone Opt.	02	02	—	02	02	—	—	—	—	—	06	—	06
Sub. Engg.	01	—	—	—	—	—	—	—	—	—	01	—	01
Godown Keepers	52	26	12	38	01	—	—	02	—	—	92	—	93
Construction	06	02	—	02	—	01	—	—	—	—	09	—	09
Suprv.													
Others.	10	20	—	20	02	01	—	—	—	—	33	05	38
Sub-Total :	1856	1302	222	1524	482	173	18	114	—	13	4180	159	4339

	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13
D. Non-Clerical Staff:													
Drivers	176	206	06	212	52	18	04	15	—	02	479	05	484
Mechanics	02	03	—	03	—	—	—	—	—	—	05	—	05
Electricians	08	12	—	12	02	—	—	—	—	—	05	—	22
Plumbers	04	—	—	—	01	—	—	—	—	—	05	—	05
Fitters	05	06	—	06	01	—	—	—	—	—	12	—	12
Head Messenger													
Messenger	960	752	81	833	232	76	03	54	—	05	2163	05	2168
Chowkidars													
Gunmen Guards	1285	652	91	743	317	56	14	103	—	—	2518	05	2523
Lift Operators	06	17	—	17	—	—	—	—	—	—	23	—	23
Gardners Malis	23	15	01	16	05	03	—	01	—	—	48	—	48
Carpenters Painters	02	05	—	05	—	—	—	—	—	—	07	—	07
Dishers Helpers													
Keepers Watermen	57	51	02	53	10	05	—	01	—	—	126	—	126
Others	60	299	—	299	08	—	—	03	—	—	370	01	371
Sub-Total:	2588	2018	181	2199	625	158	21	177	—	07	5778	16	5794
Grand Total:	9175	7100	782	7882	2204	609	71	528	66	102	20637	215	20852

NB* 1.- Pak based staff posted in overseas Branches is to be included in this statement domiciled Grade-wise.
2. Local based side recruited in overseas Branches should be shown Grade-wise.

69. *Hafiz Hussain Ahmed: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

- (a) the names of the members of the Parliament allotted rooms in the Government Hostel, Islamabad; and
- (b) the names of persons and the amount of rent of Government Hostel outstanding against the individuals separately in each case?

Syed Iqbal Haider: (a) List at Annex-A,

(b) List at Annex-B.

ANNEXURE 'A'

THE NAMES OF MEMBERS OF THE PARLIAMENT ALLOTTED ROOMS IN THE GOVERNMENT HOSTEL, ISLAMABAD, UPTO 31-08-1994.

S.NO.	NAME & DESIGNATION.	ROOM NO.
M/s.		
1.	Maj. Aftab Ahmed Dahi. MNA	1
2.	Maulana Abdul Sattar Khan Niazi. SENATOR	2
3.	Mian Muhammad Nawaz Sharif. MNA	3
4.	Memood Khan Achakzai. MNA	4
5.	Asfand Yar Wali. MNA	5
6.	Maulana Fazal-ur-Rehman. MNA	6
7.	Arsala Khan. MNA	7
8.	Abdul Mafeen Khan. MNA	8
9.	Abdul Sattar Laghari. MNA	9/127
10.	Hafiz Hussain Ahmed. SENATOR	10
11.	Ch. Tawakhal-Ullah Virk. MNA	11
12.	Ch. Abdul Sattar. MNA	12
13.	Sardarzada Zafar Abbas. MNA	13
14.	Sobedar Khan Mandokhail. SENATOR	14

15.	Gul Aafreedi.	SENATOR	15
16.	Prof. Sajid Mir.	SENATOR	16
17.	Khawaja Kamaluddin Anwar.	MNA	17/67
18.	Saifullah Piracha	SENATOR	18
19.	Shahid Khaqan Abbasi.	MNA	19
20.	Sardar Muhammad Yousaf.	MNA	20
21.	Rao Muhammad Khizar Hayat.	MNA	21
22.	Makhdoom Faisal Salah Hayat.	MNA	22
23.	Qazi Hussain Ahmed.	SENATOR	23
24.	Moti Raam Malani.	MNA	24
25.	Syed Muhammad Jawwad	SENATOR	25
26.	Sahibzada Fatch Ullah	MNA	26
27.	Shahadat Khan Baluch.	MNA	27
28.	Malik Lal Khan.	MNA	28
29.	Muhammad Afzal Khan.	MNA	29
30.	Ghulam Fareed Kathia.	MNA	30/62
31.	Malik Abdul Qayum.	MNA	31
32.	Muhammad Shah.	MNA	32
33.	Ayub Khan of Alahi.	MNA	33
34.	Haji Abdul Rehman.	SENATOR	34
35.	Syed Abbas Shah.	MNA	35
36.	Sardar Bashir Ahmed Tareen	SENATOR	36
37.	Muhammad Ajmal Khattak.	SENATOR	38
38.	Shah Mehmood Qureshi.	MNA	39
40.	Abdul Rahim Anadokhail.	SENATOR	40
41.	Ali Akbar Vainse.	MNA	41
42.	Zuhair Akram Nadim.	MNA	42
43.	Ch. Ashfaq Ahmed Taj.	MNA	43
44.	Khalid Ahmed Kharrai.	MNA	44
45.	Masud Kausar.	SENATOR	45

46.	Qazi Fazal Ullah.	MNA	46
47.	Rai Bashir Ahmed Khan Bhatti.	MNA	48
48.	Mian Munir Ahmed.	MNA	49
49.	Niaz Ahmed Jhakkar.	MNA	50/52
50.	Javed Hashmi.	MNA	53
51.	Sardr Muhammad Jahangir.	MNA	54
52.	Malik Muzafar Khan.	MNA	55
53.	Mallik Zulfakar Ali.	MNA	56/123
54.	Mir5 Muhammad Afzal Khan.	SENATOR	57
55.	Maulana Abdul Rahim.	MNA	60
56.	Gul Muhammad Dumar.	MNA	61-81
57.	Mumtaz Ahmed Matiana.	MNA	63-64
58.	Abdul Hayee.	SENATOR	65
59.	Noor Muhammad Bhabha.	MNA	68
60.	Mirza Nasir Baig.	MNA	69
61.	Hafiz Muhammad Taqi.	MNA	70
62.	Obaidullah Khan.	MNA	71
63.	Ch. Muhammad Jafar Iqbal.	MNA	73
64.	Dr. Muhammad Yasin Bafouch.	MNA	74
65.	Rana Zahid Tausif.	MNA	75
66.	Pir Muhammad Aslam Bodla.	MNA	76
67.	Mehr Muhammad Iqbal Harraj.	MNA	77
68.	Malik Said Ahmed.	MNA	78
69.	Khan Zada Khan.	MNA	80
70.	Shabir Ahmed Ansari.	MNA	81
71.	Ch. Ahsan Iqbal.	MNA	82
72.	Sardar Shuja Muhammad Khan.	MNA	83-97
73.	Mehr Zulfakar Ali.	MNA	84
74.	Haji Noor Sher.	SENATOR	85
75.	Muzafar Ahmed Hashmi.	MNA	86

76.	Malik Abdul Qayum.	SENATOR	87
77.	Malik Muhammad Aslam Faridi.	MNA	88
78.	Ghulam Dastagir Khan.	MNA	89
79.	Hafiz Muhammad Fazal.	SENATOR	90
80.	Baboo Ghulam Hussain.	MNA	91
81.	Nawabzada Nasrullah Khan.	MNA	92
82.	Haji Gul Sher Khan.	SENATOR	93
83.	Sahibzada Nazir Sultan.	MNA	94
84.	Za'atullah Khan Farar	MNA	95
85.	Shehzad Gul.	SENATOR	96
86.	Rana Mumtaz Ahmed Noon.	MNA	98
87.	Dr. Muhammad Rehan.	SENATOR	100
88.	Makhdoom Shahbuddin.	MNA	101
89.	Haji Muhammad Boota.	MNA	102
90.	Khalid Javed Ghurki.	MNA	103
91.	Mian Amjad Yasin.	MNA	104
92.	Sh. Muhammad Tahir Rashid.	MNA	105
93.	Sardar Dildar Ahmed Cheema.	MNA	108
94.	Ch. Muhammad Ilyas.	MNA	109
95.	Asif Ali Zardari. (Guest)	MNA	110
96.	Maulana Abdul Hafeez Haidri.	MNA	112
97.	Javed Mangal.	SENATOR	113
98.	Haji Muhammad Akram Ansari.	MNA	114
99.	Muhammad Ishaq Dar.	MNA	115
100.	Muhammad Abbas Sharif.	MNA	116
101.	Capt. Haleem Ahmed Siddiqui.	MNA	119
102.	Syed Ahsan Shah.	SENATOR	121
103.	Sardar Mansoor Ahmed Laghari.	MNA	122
104.	Mian Muhammad Yasin Wattoo.	MNA	124/125
105.	Ghulam Qadir Chandio.	SENATOR	126

106.	Rao Qaisar Ali Khan.	MNA	128
107.	Arbab Muhammad Zahir.	MNA	129
108.	Jam Kararuddin.	SENATOR	130
109.	Mian Anjad Jora.	MNA	131
110.	Abdul Qayum Jatoi	MNA	132
111.	Raja Iqbal Mehdi.	MNA	133
112.	Muhammad Ayub Jattak.	MNA	134
113.	Mehtab Ahmed Khan Abbas i.	MNA	136
114.	Master Ali Haider.	SEANTOR	135
115.	M. Zafar.	SENATOR	137
116.	Aafaq Ahmed Shahid.	MNA	138
117.	Zafar Ullah Khan	MNA	117

Annexure 'B'

LIST OF OUTSTANDING DUES AGAINST MEMBERS OF PARLIAMENT WHO
ARE RESIDING IN GOVERNMENT HOSTEL, ISLAMABAD, UP TO 31-08-1994.

S. No.	NAME & DESIGNATION	ROOM NO.	AMOUNT
M/s.			
1.	Maj. Aftab Ahmed Daha.	MNA	1 Rs. 7750-00
2.	Maulana Abdul Sattar Niazi.	SENATOR	2 Rs. 3885-00
3.	Mian Muhammad Nawaz Sharif.	MNA	3 Rs. 22940-00
4.	Mehmood Khan Achakzai.	MNA	4 Rs. 24668-00
5.	Asfand Yar Wali.	MNA	5 Rs. 15000-00
6.	Maulana Fazal-ur-Rehman.	MNA	6 Rs. 3875-00
7.	Arsala Khan.	MNA	7 Rs. 11710-00
8.	Abdul Sattar Laghari.	MNA	9/127 Rs. 4515-00
9.	Hafiz Hussain Ahmed.	SENATOR	10 Rs. 3875-00
10.	Ch. Abdul Sattar.	MNA	12 Rs. 9225-00
11.	Sobedar Khan Mhadokhail.	SENATOR	14 Rs. 54360-00
12.	Khawaja Kamaluddin Anwar.	MNA	17/67 Rs. 41272-00

13.	Saifulah Khan Piracha.	SENATOR	18	Rs. 600-00
14.	Shahid Khagan Abbasi.	MNA	19	Rs. 15520-00
15.	Sardar Muhammad Yousaf.	MNA	20	Rs. 124131-00
16.	Rao Muhammad Khizar Hayat.	MNA	21	Rs. 8280-00
17.	Makhdoom Faisal Salah Hayat.	MNA	22	Rs. 580-00
18.	Moti Ram Malani.	MNA	24	Rs. 11220-00
19.	Syed Muhammad Jawwad.	SENATOR	25	Rs. 8820-00
20.	Sahibzada Faeh Ullah.	MNA	26	Rs. 2970-00
21.	Shahadat Khan Balouch.	MNA	27	Rs. 3703-00
22.	Malik Lal Khan.	MNA	28	Rs. 9890-00
23.	Muhammad Afzal Khan.	MNA	29	Rs. 5230-00
24.	Ghulam Fareed Kathia.	MNA	30/62	Rs. 89548-00
25.	Malik Abdul Qayum.	MNA	31	Rs. 9890-00
26.	Muhammad Shah.	MNA	32	Rs. 9890-00
27.	Ayub Khan of Alahi.	MNA	33	Rs. 6875-00
28.	Haji Abdul Rehman.	SENATOR	34	Rs. 3332-00
29.	Syed Ahs. Shah.	MNA	35	Rs. 5550-00
30.	Sardar Bashir Ahmed Tareen.	SENATOR	36	Rs. 70520-00
31.	Muhammad Ajmal Khattak.	SENATOR	38	Rs. 4530-00
32.	Shah Mehnood Qureshi.	MNA	39	Rs. 6900-00
33.	Abdul Rahim Mandokhail.	SENATOR	40	Rs. 13960-00
34.	Ali Akbar Vainse.	MNA	41	Rs. 6415-00
35.	Zuhair Akram Nadim.	MNA	42	Rs. 3505-00
36.	Ch. Ashfaq Ahmed Taj.	MNA	43	Rs. 2500-00
37.	Khalid Ahmed Kharra.	MNA	44	Rs. 1000-00
38.	Masud Kausar.	SENATOR	45	Rs. 3000-00
39.	Qazi Fazal Ullah.	MNA	46	Rs. 9140-00
40.	Rai Bashir Ahmed Khan Bhatti.	MNA	48	Rs. 8985-00
41.	Niaz Ahmed Jhakkar.	MNA	50/52	Rs. 25760-00
42.	Sardar Muhammad Jahangir.	MNA	54	Rs. 12527-00

43.	Malik Muzafar Khan.	MNA	55	Rs. 13915-00
44.	Malik Zulfakar Ali.	MNA	56/123	Rs. 40990-00
45.	Mir Muhammad Afzal Khan.	SENATOR	57	Rs. 7125-00
46.	Maulana Abdul rahim.	MNA	60	Rs. 3300-00
47.	Gul Muhammad Dumar.	MNA	61/81	Rs. 38330-00
48.	Mumtaz Ahmed Matiana.	MNA	63/64	Rs. 31910-00
49.	Abdul Hayee.	SENATOR	65	Rs. 6900-00
50.	Noor Muhammad Bhabha.	MNA	68	Rs. 17450-00
51.	Obaidullah Khan.	MNA	71	Rs. 3615-00
52.	Ch. Muhammad Jafar Iqbal.	MNA	73	Rs. 12025-00
53.	Dr. Muhammad Yasin Balouch.	MNA	74	Rs. 12025-00
54.	Rana Zahid Tausif.	MNA	75	Rs. 6900-00
55.	Mehr Muhammad Iqbal Harraj.	MNA	77	Rs. 17620-00
56.	Malik Said Ahmed.	MNA	78	Rs. 14510-00
57.	Khan Zada Khan.	MNA	79	Rs. 14510-00
58.	Shabir Ahmed Ansari.	MNA	80	Rs. 5275-00
59.	Ch. Ahsan Iqbal.	MNA	82	Rs. 12075-00
60.	Sardar Shuja Muhammad Khan.	MNA	83/97	Rs. 36765-00
61.	Mehr Zulfakar Ali.	MNA	84	Rs. 15990-00
62.	Haji Noor Sher.	SENATOR	85	Rs. 2325-00
63.	Muzafar Ahmed Hashmi.	MNA	86	Rs. 5000-00
64.	Malik Abdul Qayum.	SENATOR	87	Rs. 115102-00
65.	Ghulam Dastagir Khan.	MNA	89	Rs. 18860-00
66.	Hafiz Muhammad Fazal.	SENATOR	90	Rs. 10890-00
67.	Baboo Ghulam Hussain.	MNA	91	Rs. 69207-00
68.	Nawabzada Nasrullah Khan.	MNA	92	Rs. 11922-00
69.	Haji Bul Sher Khan.	SENATOR	93	Rs. 3332-00
70.	Sahibzada Nazir Sultan.	MNA	94	Rs. 20725-00
71.	Zafarullah Khan Tarar.	MNA	95	Rs. 10395-00
72.	Rana Mumtaz Ahmed Noon.	MNA	98	Rs. 16190-00

73.	Dr. Muhammad Rehan.	SENATOR	100	Rs. 410-00
74.	Makhdoom Shahabuddin.	MNA	101	Rs. 4635-00
75.	Haji Muhammad Boota.	MNA	102	Rs. 15260-00
76.	Khalid Javed Ghurki.	MNA	103	Rs. 15280-00
77.	Mian Amjad Yasin.	MNA	104	Rs. 11475-00
78.	Sh. Muhammad Tahir Rashid.	MNA	105	Rs. 16260-00
79.	Sardar Dildar Ahmed Cheema.	MNA	108	Rs. 94580-00
80.	Ch. Muhammad Ilyas.	MNA	109	Rs. 16190-00
81.	Asif Ali Zardari. (Guest)	MNA	110	Rs. 5700-00
82.	Maulana Abdul Ghafoor Haidri.	MNA	112	Rs. 18010-00
83.	Javed Mangal.	SENATOR	113	Rs. 9750-00
84.	Haji Muhammad Akram Ansari.	MNA	114	Rs. 2340-00
85.	Muhammad Ishaq Dar.	MNA	115	Rs. 2325-00
86.	Muhammad Abbas Sharif.	MNA	116	Rs. 9900-00
87.	Capt. Haleem Ahmed Siddiqui.	MNA	119	Rs. 9315-00
88.	Syed Ahsan Shah.	SENATOR	121	Rs. 51645-00
89.	Mian Muhammad Yasin Wattoo.	MNA	124/125	Rs. 72420-00
90.	Ghulam Qadir Chandio.	SENATOR	126	Rs. 9075-00
91.	Rao Qaisar Ali Khan.	MNA	128	Rs. 65735-00
92.	Jam Kararuddin.	SENATOR	130	Rs. 62105-00
93.	Mian Amjad Joia.	MNA	131	Rs. 16260-00
94.	Abdul Qayum Jatui.	MNA	132	Rs. 80900-00
95.	Raja Iqbal Mehdi.	MNA	133	Rs. 16175-00
96.	Muhammad Ayub Jatak.	MNA	134	Rs. 15910-00
97.	Mehtab Ahmed Khan Abbasi.	MNA	136	Rs. 7720-00
98.	M. Zafar.	SENATOR	137	Rs. 1635-00
99.	Aafaq Ahmed Shahid.	MNA	138	Rs. 13615-00
100.	Zafar Ullah Khan.	MNA	117	Rs. 5350-00

Rs.19,57,877

70. *Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Will the Minister for Finance,

Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) the date on which the Privatisation Commission was re-constituted and the names of public sector units sold since then indicating also the names of individuals/parties who purchased these units, date of sale and their price;
- (b) the dates on which letters of intent were issued to the purchasers;
- (c) whether the liabilities of each of the unit sold was passed on to the Purchaser or the Government decided to write it off with details of the liability written off for each unit;
- (d) whether any purchaser has paid the initial instalment of the purchase price, if so, the names of the Units and the amount received, and if not its reasons separately in each case; and
- (e) whether any unit has been transferred to the purchaser, if so, the names of the units so transferred?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) The Privatisation Commission was re-constituted on 28th August, 1993. The names of public sector units offered to successful bidders since then, indicating the names of concerned individuals/parties, dates of open bidding and their bid amounts are placed at Annex-I.

(b) The dates on which Letters of Intent were issued to the successful bidders are as under:-

Name of the purchaser	date
Workers Group of Morafco Industries, Faisalabad.	8-8-94
M/s. Sahib Sultan Enterprises, Peshawar.	13-9-94
Mr. Ghulam Sabir, Faisalabad.	8-8-94

M/s. Husnain Construction Co. (Pvt.) Ltd., Lahore	8-8-94
Mr. Laman A. Syed, Karachi.	18-8-94
Mr. M. Sarwar Khan Kakar, Quetta.	8-8-94
Mian M. Saleemullah, Lahore.	8-8-94
M/s. M.J. & Company, Karachi.	8-8-94

(c) The liabilities in respect of units were generally passed on to the successful bidders but the Government decided to absorb liabilities of very bad units as shown at annex-II

(d) Position explained in annexure-III

(e) No unit has yet been transferred.

Annex-I

S.No.	Name of the Unit	Name of the Successful Bidder	Date of open bidding	Bid amount (Rs.in million)
1.	Morafeo Industries Ltd Faisalabad.	Workers Group of Morafeo Industries	15-5-94	37.69
2.	Swat Elutration Plant	M/s Sahib Sultan Enterprises, Peshawar.	-do-	21.00
3.	Lyalipur Chemicals and Fertilizers Ltd. Faisalabad/Jaranwala.	Mr. Ghulam Sabir Faisalabad	27-7-94	400.00
4.	Nowshera P.V.C Co. Nowshera	Mr. Laman A Syed Karachi	-do-	33.00
5.	Republic Motors Ltd. Karachi/Lahore	M/s Husnain Construction Co. (Pvt) Ltd.	-do-	81.00
6.	Hamal Woolen mills Distt. Sibi.	Mr. M. Sarwar Khan Kakar, Quetta	28-07-94	35.00
7.	Spinning Machinery	Mian M. Samiullah	-do-	8-00

Co. Lahore.		Lahore	
8. Textile Machinery Co.	M/s Standard Group	-do-	56.00
Karachi.	of Industries, Karachi		
9. Thatta Cement Co. Ltd.	Employees Management	31-7-94	1400.00
Thatta	Group of Thatta		
	Cement Co.		
10. Associated Cement	Mr. Faisal Akif	-do-	505.00
Ltd.	Karachi		
11. General Refractories	M/s M.J. & Co.	-do-	65.00
Karachi			

ANNEX-II

DETAILS OF LIABILITIES BEING ABSORBED BY GOVERNMENT

(Rs. Million)

S No.	Name of Unit	Nature of Liabilities	Amounts
			as on 30-6-93
1	Marafco Industries GCP loan limited Faisalabad	167.839	
2	Nowshera PVC Ltd.	The Buyer shall not be liable to pay NDFC loan and interest thereon, FCCI working capital loan and Employees Retirement Gratuity outstanding as on the date of transfer	51.861
3	Harrai Woolen Mills Ltd.	The Buyer shall not be liable to pay long-term Government loan, short-term NDFC loan and mark-up on current liabilities due	318.561

		to associated undertadings and accrued expenses as on the date of transfer -	
4.	Spinning Machinery Co. Ltd.	The Buyer shall not be liable to pay long-term Government loan, NDFC foreign currency loan, NDFC local currency loan, accrued interest and short-term Allied Bank loan, NDFC loan, legal claims, interest on preference shares and turn over tax as on the date of the transfer	416.011
5.	Textile Machinery Co. Ltd.	The Buyer shall not be liable to pay long-term Government loan, accrued interest and short term loans as on the date of transfer	93.595
6.	General Refractories Ltd.	The Buyer shall not be liable to pay long term loan from SCCP liability of Federal Government Bonds and proposed Participation Term Certificates, short term borrowing from Habib Bank Limited, National Bank of Pakistan, over due instalments of long-term loans from Natinal Bank Pakistan, PIDC and accrued interest as on the date of transfer.	76.017

S. No.	Name of Unit	Amount of initial instalment paid	Reasons for non-payment
1.	Morafco Industries Ltd.	Not paid	Clarificatins required by bidder
2.	Swat Elutriatio Plant	Not paid	Due date not ended
3.	Lyallpur Chemicals and Fertilizers Ltd.	Not paid	Clarifications required by bidder
4.	Nowshera PVC Ltd.	Not paid	Due date not ended
5.	Republic Motors Ltd.	Rs. 32.4 M	
6.	Hrai Woolen Mills Ltd.	Not paid	Due date not ended
7.	Spinning Machinery Co. Ltd.	Rs. 18.5M	
8.	Textile Machinery Co. Ltd.	Not paid	Clarifications required by bidder
9.	General Refractories Ltd.	Not paid	Clarifications required by bidder

71. *Mr. Shahzad Gul: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the Finance Division (Budget Wing) vide letter No. F-14(1) BR-II 92-374 dated 6-3-94, has directed all the Government Departments/Autonomous bodies to immediately withdraw their funds from Private Banks in the country, if so, its reasons?

Makhdoom Shahab-ud-Din: The caretaker Government vide Finance Division(Budget Wing) O.M.No.F.14(1)-BR.II/92-1052 dated 22nd August, 1993 directed public sector enterprises to keep their working balances in the Naionalized Commercial Banks, they also directed the enterprises to invest their surplus funds in the Federal Government Securities. The rationale was to ensure that benefits of surplus funds mainly derived from public exchequer were conserved for use by Government and publicly owned banks. The subsequent circular of 6-3-1994 merely gave a list of naionalized banks.

72. *Mr. Zahid Akhtar: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to grant sessional allowance, diet allowance etc. to Private Secretaries to the Ministers and concerned staff of the Ministries who are connected with the Parliamentary work?

Makhdoom Shahab-ud-Din: No. At present there is no such proposal under the consideration of the Government.

73. Transferred to the Housing and Works Division.

74. Transferred to the Social Welfare and Special Education Division.

پروفیسر خورشید احمد، حکومت کو اس معاملے میں زیادہ کھلے دل سے رویہ اختیار کرنا چاہیئے ورنہ میں بھی مجبور ہوں گا ان کا ساتھ دینے کے لئے۔ اس لئے کہ یہ ایسا ایسا ہے کہ جس میں متضاد بیانات آتے ہیں اور حکومت کے لئے بہت آسان ہے کہ وہ اس بات کی ذمہ داری لے کر ہم اسے study کر کے Next rota day کے اوپر رکھ لیں گے۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی، ایک بات جو وزیر داخلہ صاحب نے واضح کی ہے۔ وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ کل بھی اس کا نتیجہ یہی ہوگا جو آج ہوا ہے۔ اسلئے دوش پالیسی، دوسرے بیانات یا صورتحال کو دوسری طرف لے جانا مناسب نہیں ہے۔ جب ان کی ذمہ داری ہے کہ اس معزز ایوان کو صحیح اطلاعات دی جائیں ان سے بات کی جانے اور وزیر داخلہ صاحب نے دو نوک بات کی ہے کہ ایک چیز جو قومی مفادات میں نہیں ہے جو علاقے کے مفادات میں نہیں ہے کہ ۲۶ ہزار ایکڑ ڈیم میں چلا جائے گا اور ۲ ہزار ایکڑ اس سے سیراب ہوگا۔ اس کے علاوہ اس پر جو اخراجات اٹھیں گے جو terms & conditions ہیں روس کے ساتھ وہ ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہیں۔ تو انہوں نے سچی بات کی ہے اس سے تو انہیں خوش ہو جانا چاہیئے تھا۔ کہ ہر روز lip service کی بجائے وزیر داخلہ صاحب نے بڑی خوبصورتی سے سیدھا کہا ہے کہ viable نہیں ہے اور اس کے علاوہ ڈیموں پر کام ہو رہا ہے گولڈم وغیرہ دوسروں پر۔ وہ بنے گا یہ نہیں بنے گا۔ اس میں کون سی انہوں نے غلطی کی ہے؟ ایک بات یہ ہے دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں بہت سارے دوسرے ڈیم جیسے World Bank feasible قرار دے چکا ہے۔ قوم feasible قرار دے چکی ہے۔ یہاں پہ ایسا بلور صاحب ہیں وہ اس ڈیم کی ہر روز مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی پارٹی مخالفت کرتی ہے۔ جب وہ تشریف لائیں تو میرا سوال ان سے یہ ہے کہ جب قوم

تسلیم کر چکی ہے کہ توانائی کے بحران کا علاج کا بائرج ڈیم ہے ' انڈس ڈیم ہے ' feasible ہے ' World Bank کہہ چکا ہے۔ چونتیس۔ پینتیس سال سے اس پہ کام ہوا ہے۔ اربوں روپے خرچ ہو چکے ہیں وہ ڈنگے کی چوٹ پر مخالفت کیسے کرتے ہیں اور کیوں کرتے ہیں۔ یہ ایک بمونڈی مثال پیش کرنا چاہتے ہیں سرف بہانہ بنا کر باہر جانے کے ایک طریقہ کار کے طور پر یا دوسرے سے sympathy کر کے (مخالفت) نہیں میں ویسے بات کر رہا ہوں۔ issue کی بات نہیں ہے۔ یہاں جو بات ہو realistic attitude کی ہو۔ دوہری سوچ نہ رکھیں۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر۔ اپوزیشن کے آنے تک دس منٹ کے لئے میں۔۔۔ جی شاہ صاحب۔

جناب امداد علی اعوان۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ اچھا ہو گا اگر دس پندرہ منٹ کے لیے آپ وقفہ کر دیں۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر۔ جی ہم break کرتے ہیں دس منٹ کے لئے تاکہ اپوزیشن کو لے آئیں۔

(وقفے کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی جناب پریذائٹنگ آفیسر (ریگڈیٹر (ریٹائرڈ) ملک محمد حیات کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب پریذائٹنگ آفیسر۔ جناب غلام اکبر لاسی۔

جناب غلام اکبر لاسی۔ جناب چیئرمین سب سے پہلے میں اپوزیشن کے ارکان کا انتہائی مشکور ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دوبارہ اس ہاؤس میں تشریف لے آنے اور حقیقت یہ ہے کہ یہی جذبہ اور یہی spirit ہے جس کے تحت ہم ان ایوانوں کو چلائیں گے اور انشاء اللہ پاکستان کو ترقی کے راستے پر گامزن کریں گے۔ ابھی یہ جو میرانی ڈیم کا issue تھا، میرا خود تعلق بلوچستان سے ہے اور آپ یقین کریں کہ حکومت میں رہنے کے باوجود وزیر ہونے کے باوجود جتنا بلوچستان کے مفاد کا خیال اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے سینئر حضرات کو ہو گا اتنا ہی کم از کم میرے دل میں ضرور ہے۔ ابھی میرانی ڈیم کے مسئلے پر میں اپنے اس معزز ایوان کو اور اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے، خصوصی طور پر بلوچستان سے تعلق رکھنے والے سینٹ کے ارکان کو یقین دلاتا ہوں کہ میرانی ڈیم کے مسئلے پر بلوچستان سے تعلق رکھنے والے سینٹ کے اراکین اور حکومت کی طرف سے ہم ایک کمیٹی بنا لیتے ہیں اور باہم بیٹھ کر اس پر discuss

کرتے ہیں۔ ضرورت ہوئی تو ہم اس پر کمیشن سے بھی میٹھ کر discuss کریں گے۔ میں ان کو حکومت کی طرف سے یقین دلاتا ہوں بطور وزیر اور کابینہ کے ایک رکن کی حیثیت سے کہ اگر یہ منصوبہ (میرانی ڈیم) بلوچستان کے مفاد میں ہوا اور economically اگر یہ feasible ہوا تو اس کے لئے ہم سب مل کر حکومت کو مجبور کریں گے اور سفارش کریں گے کہ یہ منصوبہ بنے اور اگر یہ نہیں ہوا تو معزز ارکان بھی اس بات پر اصرار نہیں کریں گے کہ یہ منصوبہ بنے۔ مجھے امید ہے کہ یہ مسئلہ اب ختم ہو جانا چاہیے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ شکریہ۔ حافظ حسین احمد۔

حافظ حسین احمد۔ بریگیڈیئر صاحب، معاف کریں جناب چیئرمین لیکن آپ کو دیکھ کر بریگیڈیئر صاحب یاد آ جاتے ہیں میں معذرت خواہ ہوں۔ جناب چیئرمین میں گزارش کروں گا کہ جہاں تک میرانی ڈیم کا تعلق ہے اس میں بلوچستان کے جتنے بھی سینئر ہیں ان میں کوئی بھی اختلاف نہیں ہے اور ان کی ایک رائے ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے جو بات کی ہے کہ اگر وہ ہمارے لئے سود مند ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر معاہدات ہو چکے ہیں۔ صوبائی گورنمنٹ نے بھی اس پر بات کی ہے اور یہ اچھا ہوا کہ حکومت نے یہ بات صاف طور پر واضح طور پر کہہ دی ہے کہ ہم میرانی ڈیم کو نہیں بنانا چاہتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے اس وقت کم از کم بلوچستان کے سینئروں کے لئے اس صورت میں میرے خیال میں مزید اجلاس میں میٹھنا ممکن نہیں رہے گا جب تک کہ حکومت ہمیں واضح طور پر یقین دہانی نہ کرانے اور ظاہر ہے کہ ہم یہاں پر کسی سے لڑ تو نہیں سکتے اپنا احتجاج ہی ریکارڈ کرا سکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ گچی صاحب ہیں، دوسرے ساتھی ہیں ہم بلا تخصیص تمام جماعتوں کے سینئر اس مسئلے پر واک آؤٹ کریں گے اور ہم اس وقت تک اجلاس میں شرکت نہیں کریں گے جب تک کہ ہمیں واضح طور پر دو ٹوک یقین دہانی نہ کرانی جائے کہ جو کچھ ہو چکا ہے اس پر عملدرآمد ہو گا۔ ہم ان باتوں میں نہیں پڑ سکتے کہ اب نیا ایک کمیشن بنے گا اور اس میں از سر نو اس مسئلے کو چلایا جائے گا۔ ہمیں واضح طور پر دو ٹوک الفاظ میں یقین دہانی کرا دیں۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ سید اشتیاق اعظم۔

سید اشتیاق اعظم۔ جناب چیئرمین جب اس پر ۱۹۸۸ء میں فیصلہ ہو گیا تھا تو اب اس کے بعد اس میں کیوں تبدیلی لائی جا رہی ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت اس وقت بھی تھی اور اب بھی ہے اب اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ۔ چکی صاحب۔

جناب منظور احمد چکی۔ جناب چیئرمین! میں وزیر موصوف کے اس بیان کو درست کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ جی اہوزیشن کی طرف سے جو واک آؤٹ ہوا اور واپس آنے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں پر اہوزیشن یا ٹریڈری ٹینجز کا مسئلہ نہیں تھا۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلوچستان سے جتنے بھی سینئر جن کا تعلق آزاد ہے یا وہ حکومتی ٹینجز سے تعلق رکھتے ہیں یا اہوزیشن میں ہیں انہوں نے متفقہ طور پر ایک نوکن واک آؤٹ کیا ہے اور اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ گورنٹ کی طرف سے جو یقین دہانی کرائی گئی تھی اس کو انہوں نے withdraw کیا ہے۔ ہمارا protest یہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کسی گورنٹ کے خایان خان نہیں ہے کہ ایک مسئلہ کو وہ finalize کرنے کے بعد announce کرے اور annoucement کے بعد پھر دوبارہ کسی اور پریشر میں آکر ایک لابی کے پریشر میں آکر وہ اس کو withdraw کرے غلط طریقے سے ان کو بریف کیا گیا ہے کہ viable نہیں ہے۔ جناب والا ۲۵ سال سے اس کا سروے ہو رہا ہے اور ۲۵ سال میں ہر مرتبے پر یہ کہا گیا کہ اب میرانی ڈیم بن رہا ہے۔ اس حد تک کہ Protocol sign ہو گئے فیڈرل منسٹر یہاں سے گئے روس اور وہاں انہوں نے اس کو sign کیا۔ اب کہتے ہیں کہ یہ viable نہیں ہے۔ اُس وقت viable تھا۔ آج کیسے viable نہیں ہے؟ پھر دوسری بات یہ کہ میں جناب وزیر موصوف سے کہتا ہوں کہ جب ہم نے واک آؤٹ کیا تھا بلا تخصیص کہ ہم گورنٹ میں ہیں یا اہوزیشن میں، ہیں سب نے واک آؤٹ میں حصہ لیا تو یہ اس کا فرض تھا کہ بلوچستان کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ہمارے ساتھ آتا اور واک آؤٹ میں حصہ لیتا۔ اس کو ہمارے ساتھ آنا چاہیے تھا اس لئے کہ یہاں گورنٹ اور اہوزیشن کا مسئلہ نہیں تھا یہ ہمارے صوبے کا مسئلہ تھا۔ اس لئے جب تک گورنٹ کی طرف سے ہمیں کوئی یقین دہانی نہیں کرائی جائے گی، کیوں کہ ہمارے ساتھ جو وہاں پر بات ہوئی کہ آپ لوگ ہاؤس میں آئیں یہ یقین دہانی کرائی کہ اس پر دوبارہ rescheduling ہو گی اور جو بھی کامیاب bidder ہو گا جو بھی اس کو حاصل کر سکے گا اور وہ روز کے مطابق ہو گا یہ انہوں نے assurance دی۔ اگر یہ assurance اب بھی برقرار ہے تو We will sit in the House otherwise میں بلوچستان کے تمام سینئروں اور even including him اپیل کرتا ہوں کہ اس ہاؤس سے واک آؤٹ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب غلام اکبر لاسی۔

جناب غلام اکبر لاسی۔ جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی باہر

ہماری بات ہونی تھی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ میرا فی ذمہ کا منصوبہ اگر واقعی آج بھی economically مفید ہے۔ سود مند ہے اور اس سے فائدہ ہو سکتا ہے تو میں خود آپ کے ساتھ ہوں گا اور ساتھ دوں گا۔ جناب یہ وزارت تو چند دنوں کی بات ہے۔ یہ تو آئی جانی چیزیں ہیں ۱۹۸۸ اور ۱۹۹۱ میں پارلیمنٹ کے لئے جیل میں بند ہو گیا اور آج پھر وزیر ہوں اور کل پھر ضروری نہیں ہے کہ میں وزیر ہوں۔ اپنے صوبے کے مفاد کے لیے ہم ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن کسی بات میں وزن ہو بات میں کوئی دلیل ہو ہم کہتے ہیں کہ آپ سب پڑے لکھے لوگ ہیں سینئر ہیں، ہم سب بیٹھتے ہیں، ایک کمیٹی بناتے ہیں اور اس کو دوبارہ revise کرتے ہیں اور گورنمنٹ کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ کہ جی کیوں اس منصوبے میں تاخیر ہوئی ہے آیا رقم کا کوئی پر اہم ہے؟ آیا جس ملک سے معاہدہ تھا اس ملک کے معروضی حالات میں کوئی تبدیلی ہو گئی ہے۔ آیا اس کے مطالبے میں کوئی اور اس سے اچھا منصوبہ پیدا ہو گیا ہے یا بن رہا ہے جیسے گولڈن ڈیم کے منصوبے کی منظوری ہوئی ہے۔ تو اگر ہم سب بیٹھ کر اس منظر کو سمجھ لیں کہ ہمیں میرانی ذمہ ان حالات میں نہیں بنانا چاہیے اور اس کی جگہ یہ ہونا چاہیے تو ہم کو قبول کرنا چاہیے لیکن اگر ہم سب اس بات پر آتے ہیں کہ نہیں میرانی ذمہ بننا چاہیے؟ اس ایگریمنٹ پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ تو میں حکومت کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرانی ذمہ بنے گا اور ہر صورت میں بنے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - شکریہ جناب۔

جناب غلام اکبر لاسی - جناب والا میری آپ سے درخواست ہے بلوچستان سے متعلق ممبران اور حکومتی ارکان کی ایک کمیٹی بنادی جائے۔

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - ٹھیک ہے جی۔ اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے جی ایڈجرنمنٹ موشن۔۔۔۔ ایک پریوینٹ موشن ہے جناب جنرل گل صاحب کا وہ نہیں ہیں تو ڈراپ ہو گیا۔ تو پہلے ہے ایڈجرنمنٹ موشن زاہد اختر صاحب اور سید اشتیاق اعظم صاحب کا on request

چوہدری محمد انور بھنڈر - جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ جنرل گل صاحب نہیں ہیں۔ تو ہماری روایت یہی ہے کہ چیئرمین صاحب متوی فرما دیتے ہیں۔ متوی فرما دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - شکریہ جی۔ on the frequent power break down in Karachi جی ایک سیکنڈ جی۔ جناب ملک قاسم صاحب۔

ملک محمد قاسم - جناب یہ جو ابھی معاملہ تھا میرانی ذمہ کا۔ وہ میں نے راجہ صاحب سے بھی اجازت لی ہے اور ایک متفقہ فیصلہ ہوا ہے۔ میں ایک بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس میں نہ صرف اپوزیشن کے ممبر صاحبان کو اعتراض تھا، جو میرانی ذمہ کے متعلق یہاں پر باتیں ہوئیں، بلکہ ہمارے اپنے ساتھیوں کو بھی اس پر اعتراض تھا۔ اور ہمارے وزیر جو کونڈہ سے ہیں یا بلوچستان سے ہیں، انہوں نے بھی اعتراض پیش کیا تھا۔ عرض یہ ہے کہ فیصلہ یہ ہوا ہے کہ ایک کمیٹی ان حضرات کی - حافظ حسین احمد صاحب - سید فضل آغا صاحب - عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب - منظور احمد ٹپکی صاحب - ڈاکٹر عبدالحی صاحب - صوبیدار مندوخیل صاحب اور سید احسان صاحب کی بنی ہے۔ وزیر مملکت برائے خزانہ کے ساتھ پلاننگ کمیشن کے آدمیوں سے میں آج بات کروں گا یا یہ کریں گے اور تین چار دن تک کوئی تاریخ مقرر کر کے ہم آپس میں بیٹھ کر اس چیز کے متعلق پوری وضاحت کروائیں گے اور پوری تسلی اس ہاؤس کو دلوائیں گے۔ اس لئے جناب والا! میری یہ گزارش ہے اور استدعا ہے سب ممبران سے، جن کو اعتراض تھا، کہ وہ ہمت دیں اور پھر ہم اس چیز کو صحیح طریقے سے جو پاکستان کے interest میں ہے، بلوچستان کے interest میں ہے، کر کے رہیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - Thank you very much شکر یہ جناب۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ - یہ جو ہمیں یقین دہانی کروائی گئی ہے - ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ کمیٹی اس مسئلے پر عمل درآمد کروانے کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرے گی اور مستقبل میں تمام ہمارے جو سینیٹ کے ممبران ہیں - یہ بات حکومت پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ایوان کے اندر ہمیشہ ایک بات کریں - دو متضاد بیانات کسی بھی حکومت کو زیب نہیں دیتے اور اس سے پورے ایوان کا وقار مجروح ہو رہا ہے اور اس مسئلے پر ہمارے بلوچستان کے سینیٹرز صاحبان اور Treasury Benches پر یا اپوزیشن کے بالخصوص اپوزیشن کے دوستوں نے بلوچستان کے اس اہم میرانی ذمہ جیسے منصوبوں پر ساتھ دیا ہے، میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور ایوان کے وقار کو برقرار رکھنے میں اپوزیشن کے دوستوں نے ساتھ دیا ہے۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ملک محمد قاسم - جناب لاسی صاحب کا نام مجھ سے رہ گیا - وہ بھی اس کمیٹی میں شامل ہیں۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ شکریہ۔ جی اشتیاق اظہر صاحب۔

i) Re; Frequent power break down in Krachi

سید اشتیاق اظہر۔ روز نامہ "ڈان" مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۹۴ء میں ایک ادارہ قلم بند کیا گیا ہے کہ لاہور میں فنی خرابی کی وجہ سے بجلی کی بریک ڈاؤن مورخہ ۹ ستمبر کو بحال کر دی گئی لیکن کراچی میں صورت حال تباہ کن رہی۔ میری تجویز ہے کہ اس اہم مسئلے پر ایوان میں معمول کی کارروائی روک کر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ جناب چیئر مین صاحب! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ وہ حقائق بیان کریں۔

سید اشتیاق اظہر۔ چونکہ حکومت کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بجلی کا جو بحران ہوا تھا اس میں سارا ملک ملوث تھا اور اس کی ذمہ داری لاہور میں ایک فنی خرابی تھی۔ یہ فنی خرابی لاہور کی حد تک تو دور کر دی گئی لیکن کراچی میں یہ فنی خرابی آج بھی موجود ہے اور پورا کراچی 'میدر آباد اور سندھ تاریک رہا اور اب بھی صورت حال یہ ہے کہ اکثر و بیشتر بجلی باقی رہتی ہے اور لوگوں کو شدید تکلیف اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میری تجویز یہ تھی کہ اس پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ مجھے امید ہے کہ تمام ایوان اس سے اتفاق کرے گا اور اس پر بحث کی اجازت دی جائے گی۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ جی شیر انگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ بناب چیز مین آپ کے علم میں ہو گا کہ یہ ساتویں مہینے کی بات کر رہے ہیں اور جو تاریخ انہوں نے یہاں درج فرمائی ہے۔ کہ یہ ۱۹/7 کا واقعہ تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک تو یہ حوالہ دیتے ہیں کہ روز نامہ ڈان میں ادارہ چھپا۔ ایسا کوئی ادارہ انہوں نے نہیں کہا۔ یہاں تک انہوں نے تیسری بات کی ہے کہ لاہور میں بریک ڈاؤن درست ہو گئی اور کراچی میں نہیں ہوئی۔ بات یہ ہے کہ اس کے بارے میں باقاعدہ طور پر وزیر پانی و بجلی، کافی وضاحت، اس ایوان میں بھی اور قومی اسمبلی میں بھی کر چکے ہیں کہ کراچی میں بجلی کا نظام بہت پرانا ہے جو واقعتاً "فرسودہ" ہے، خراب ہے اس کے لیے ہماری حکومت نے باقاعدہ ایک پیکیج دیا ہے اور پھر اس کے ساتھ سب سے زیادہ جو اس صورتحال کو

بگازنے میں important factor تھا وہ موجودہ بارشیں تھیں جس کی وجہ سے یہ سارے کا سارا نظام خراب ہوا۔ اس کے ساتھ آپ کے علم میں یہ بھی ہوگا کہ کئی جگہ پر گرڈ سٹیشن جو بنیادی controlling centres تھے وہاں پر آگ لگنے کے واقعات ہونے جس کی وجہ سے یہ نظام اور زیادہ درہم برہم ہوا اور اس کے لئے ہماری حکومت نے تیزی سے کوشش کی ہے کہ اس نظام کو درست کیا جائے جیسا کہ short term rash programme بنایا اور اس پر عمل ہو رہا ہے اس پروگرام پر ۲۵۰ ملین روپے خرچ ہونے ہیں جس میں پائپس feeders, links PNTF, L T cables وغیرہ تو اب وہ کام شروع ہو چکا ہے، 20 feeders from West Wharf, Maripur, Defence, Clifton, Jacob Lines are in completion stage اب کراچی کے یعنی ۲۰ فیڈر آخری مرحلے میں ہیں اور اس کے علاوہ لیاری old town area, KESC, the distribution system was too old and was in real bad shape اب اس پر بھی کام ہو رہا ہے۔ اس طریقہ کار سے ہماری حکومت نے ایک package بھی دیا ہے اور خاص طور پر بجلی کی درستی کے لیے کراچی priority ہے اس کے لیے ساری کی ساری سکیم تیار ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ 20 فیڈر آخری مرحلے میں ہیں بقیہ تاریں کھینچے ان کے جو بنیادی سٹیشن ہیں ان کی renovation کا کام بھی تیار ہے۔ جہاں تک یہ کہنا کہ یہ بریک ڈاون ہوا یہ ایک دفعہ نہیں ہوا یہ کئی بار ہوا ہے۔ شاہ صاحب کے علم میں ہو گا کہ یہ ایک واقعہ نہیں ہے گاہے بگاہے ایسے واقعات ہونے ہیں اس کی وجہ ان کو بھی پتہ ہے اور ہمیں بھی پتہ ہے کہ اگر بنیادی طور پر پہلے شروع ہی سے اس پر دھیان دیا جاتا regular extention, لیکن regular augmentation, renovation اور production اور consumption کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ proportionate نہیں رکھا گیا جو بنیادی projects تھے اگر ان پر regular کام ہوتا رہتا یا regular augmentation, renovation رہتی تو علاقوں میں اور پھر اتنے بڑے کراچی شہر میں جہاں کی آبادی ایک کروڑ سے زائد ہے اگر اس کی طرف پوری طرح سے Karachi Electricity Supply Corporation اور دوسرے ادارے سب دھیان دیتے تو یقیناً صورتحال بہت بہتر ہوتی۔ اب مصیبت یہ آن پڑی کہ کچھ دن پہلے جو بارشیں ہوئیں وہ اتنی شدید تھیں کہ اتنی کراچی میں صیٹے کبھی نہیں ہوئیں جس کی وجہ سے یہ جو فرسودہ نظام تھا یہ پوری طرح سے متاثر ہوا ہے۔ تو اس ضمن میں حکومت پہلے بھی اس پر فاسا دھیان دے رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک continuous process ہے اگر اس کو ہم تکنیکی بنیادوں پر لیں تو جناب والا آپ محسوس کریں گے کہ تحریک اتوا کی چند ضروریات ہیں اور وہ یہ

کہ یہ urgent public importance کا ایک مسئلہ ہو جس کی صورتحال اگر پیدا ہو جائے تو تمام ملک متاثر ہو۔ اب یہ علاقے کی بات ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر یہ technically بھی admissible نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ this break down to the production and consumption اب وہ اس لئے ہو گیا کہ وہاں بہت شدید باتیں ہونیں۔ this is the problem going on اب یہ ایک continuous process ہے۔ یہ ایک فوری طور پر پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک اتوا کو جہاں تک ان کا خیال تھا ان کا مقصد بھی پورا ہو چکا ہے کہ گورنمنٹ کی توجہ اس صورتحال پر پہلے بھی ہے اور انشاء اللہ رہے گی ہماری کوشش ہے کہ جلد از جلد کراچی کا بجلی کا نظام بحال ہو۔ اس کو جدید کیا جائے۔ وہاں کے شہریوں کو جو مشکلات ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں وہ دور ہوں۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس تحریک اتوا کو خارج کریں۔

سید اشتیاق اظہر۔ جو کچھ بھی ہمارے ڈاکٹر شیر انگن نے کہا ہے اس کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ڈان اس معاملے پر ایک اور اداریہ لکھے تو میں اپنے پرانے ساتھی احمد علی خان سے درخواست کروں گا کہ کراچی جو کہ ابھی برطانیوں میں مبتلا ہے اور کراچی کے لوگ مستقل عذاب کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس لئے اس موضوع پر وزیر موصوف کو مطمئن کرنے کیلئے ایک اور اداریہ لکھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر کراچی میں break down ہے کراچی میں برطانیوں ہیں۔ اس کی ذمہ داریاں ہم پر نہیں ہیں۔ KESC پر بھی نہیں ہے۔ KESC, WAPDA کے under ہے۔ اور واپڈا فیڈرل subject ہے اگر کراچی کے لوگ مسلسل عذاب میں مبتلا ہیں تو اس کی ذمہ داری بھی بہر حال واپڈا پر آتی ہے اور واپڈا چونکہ فیڈرل subject ہے اسلئے فیڈرل حکومت کو یہ ذمہ داری قبول کرنی چاہیے۔ اس پر بحث ہونی چاہیے اور اس کے لئے اگر division کی ضرورت ہے تو divide کر کے پاؤں کی آپ رائے لیں۔ اس طرح محض ایک بیان پر جو میں سمجھتا ہوں کہ نامناسب ہے یا غیر مناسب ہے یا غیر ضروری ہے اس کو رد کرنا جو ہے کسی اعتبار سے بھی مناسب نہیں ہے۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Both sides have been heard. It is a continuous matter.

کئی سالوں سے جاری ہے آگے بھی جاری رہے گا۔

and the Government is doing its best to rectify it therefore, I rule it out of order. Next Dr. Muhammad Rehan Sahib, on the reportedly illegal business of private clinics at Bara Kohu in Islamabad.

ii) RE, ILLEGAL BUSINESS OF PRIVATE CLINICS AT BARA KAHU IN
ISLAMABAD.

Dr. Muhammad Rehan: Thank you Sir, with your kind permission Sir, I beg leave of this honourable House to suspend its routine business and take up for discussion this important matter which has been published in the daily "Khabrain" in its issue of 5th June, 1994 that a number of unqualified persons /quacks, they are running clinics and laboratories in Bhara Kahho, that is within the jurisdiction of Islamabad territory. Sir, it has been reported, four persons died in these clinics while they were getting treatment there. Moreover, it has also been reported that these clinics or laboratories, they are being used as obscenity centres. Sir, this is a matter of high national importance and Sir, I beg leave of this honourable House to adjourn the business and take up for discussion this matter. Thank you.

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ جناب میں اس کی بھی مخالفت کرتا ہوں جو صورتحال ڈاکٹر رحمان صاحب نے پیش کی ہے۔ اس ضمن میں یہ ایک ایسی چیز ہے کہ گاہے بگاہے جو authorities concerned ہیں وہ اس کا نوٹس لیتے رہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہیلتھ بنیادی طور پر صوبائی مسئلہ ہے۔ چونکہ یہ ہمارے اسلام آباد territories میں جو situated ہے انہوں نے اس کے بارے میں بات کی ہے اس میں جو concerned Health Authorities ہیں۔ انہوں نے raids بھی کئے ہیں۔ جہاں کہیں بھی fault پایا ہے۔ وہاں raids کئے ہیں۔ اس ناجائز practice کو ختم کرنے کے لئے۔ اقدامات کئے ہیں۔ جہاں fault پایا گیا ہے وہاں ان کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے۔

آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی قومی اہمیت کا مسئلہ نہیں ہے۔ ایک جگہ پر اگر کوئی صورت حال پیدا ہو گئی ہے تو یہ کوئی قومی مسئلہ نہیں ہے۔ جناب والا! بیجا کہ کل یہاں ایک

متنازعہ adjournment motion زیر بحث تھی جو کہ بہت اہمیت کی حامل تھی۔ جب اتنی اہمیت کی حامل تحریک اتوا یہاں بحث کے لئے پیش نہیں کی گئی ہے تو اس کے معاملے میں ڈاکٹر صاحب کی یہ adjournment motion بنتی ہی نہیں ہے۔ میں حیران ہوں کہ یہ معزز ایوان میں کیسے لائی گئی ہے اور یہ سیکرٹریٹ میں kill کیوں نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ اس تحریک کا قومی سطح پر کوئی تعلق نہیں ہے جو کہ بارہ کو میں ایک دو واقعات کے متعلق ہے۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایک تو آپ ایسی صورت حال پیدا کریں کہ جو چیزیں قومی اہمیت کی ہوتی ہیں، اگر وہ kill ہو سکتی ہیں اور اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تو اس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے جس میں قومی اہمیت کا کوئی عنصر ہی نہیں ہے اور یہ یہاں پر ہاؤس میں لائی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں میں سیدھا کہنے کے لئے تیار ہوں کہ اس طریقہ کار سے ایوان کا وقت ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ اگر کوئی adjournment motion بنتی ہے جو قومی لحاظ سے بہتر ہے، صحیح ہے، جس پر بات ہونی چاہیے۔ اسے یہاں پیش کیا جائے اور اس طرح کی معمولی چیزیں یہاں ایوان میں پیش نہیں کرنی چاہئیں۔ اس کا اس تحریک اتوا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بنتی ہی نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر رحمان صاحب۔

ڈاکٹر محمد رحمان۔ ہمارے ڈاکٹر صاحب ہمیشہ اپنے آپ کو rules and regulations کے متعلق بڑا ماہر ظاہر کرتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ طریقہ کار یہ ہے کہ جب کوئی معزز رکن تحریک اتوا پیش کرتا ہے تو اسے حکومت کی جانب سے کوئی وزیر صاحب oppose کرتا ہے۔ اس کے بعد محرک اس کے بارے میں brief statement پیش کرتا ہے۔ لیکن یہاں کیا ہوا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے oppose کرنے کے بعد اپنی پوری تقریر شروع کر دی ہے اور یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ تحریک اتوا بنتی نہیں ہے۔ اس لئے میں حیران ہوں کہ کس طریقہ سے یہ کارروائی چل رہی ہے۔ ان کو چاہیے تو یہ تھا کہ پہلے وہ oppose کرتے اور اس کے بعد محرک اپنی statement دیتا۔ اب جناب اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ان کی باتیں تو ہم نے سن لی ہیں۔

جناب والا! میں حیران ہوں۔۔

(مدافعت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر شیر انگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ جناب والا! مجھے بیان کرنے دیجئے۔ Rule 73

جن کے تحت یہ تحریک اتوا admit ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ دو گھنٹے اجلاس سے پہلے دی جانے اور چیزیں کی consent کے بغیر اس کو ایوان میں نہیں لایا جاسکتا ہے۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی ہے۔ اب اس کے لئے یہ باقاعدہ Rule 74 ہے جس کے تحت نوٹس دینا پڑے گا۔ Rule 75 is very clear اس کے اندر A سے لے کر M تک اس کے sub rules ہیں۔ یہ admissibility کے وہ قانون ہیں جو سینٹ سیکرٹریٹ میں بنے ہوتے ہیں وہاں پر یہ exercise ہوتے ہیں۔ اب ان میں کیا ہے۔

It has raised an issue of urgent public importance. Public importance means, it is very important for whole of the country. When it is told that it is for whole country, not for a small area, not for a small town, not for a small village. It has related substances to one definite issue. It shall be restricted to a matter of recent occurrence

(مداخلت)

اب یہ عطانی ہیں یا اس قسم کی دوسری practices ہیں یہ تو پاکستان بننے کے بعد سے جاری ہیں۔

جناب محمد الیاس بلور۔ یہ ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ جناب والا! آپ میں سننے کا بھی حوصلہ ہونا چاہیے۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ یہ سننے کی گنجائش بھی پیدا کریں۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر رحمان صاحب۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا! ضرورت اس بات کی ہے کہ ڈاکٹر رحمان

صاحب admissibility پر بات کریں۔ admissibility پر بات کرنا وزیر صاحب کا کام نہیں ہے۔

پریذائڈنگ آفیسر۔ جی ڈاکٹر شیر انگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ جناب چیمبرمین آپ جانتے ہیں ہر ضلع میں۔۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں نے accept کر لیا ہے۔ ڈاکٹر ریحان صاحب کو explain کر دیں۔ ان کا ہے ان کو بتادیں۔

(مداخلت)

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب والا۔۔۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب والا! کل یہی تحریک التوا تھی اس سانیڈ سے move ہوئی قانون مختلف تھا کل بی۔ کل رول بھی مختلف تھے قانون بھی مختلف تھا۔ آج چونکہ ہم move کر رہے ہیں تو آج دوسری بات کہی جا رہی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ کوئی بات نہیں جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب والا سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب ہمارے دوست جو ہیں وہ special education کے انچارج ہیں۔ غالباً ان کا کچھ ایسا سلسلہ چل پڑا ہے کہ وہ ہر جگہ کو special education سمجھ کر پڑھانے کے موذ میں ہوتے ہیں۔ جناب میں عرض کروں گا کہ میں نے ڈاکٹر صاحب کی باتیں سنیں وہ کہتے ہیں کہ قومی مسئلہ نہیں ہے۔ اب یہاں پر میں نے عرض کیا کہ چار انسانی جائیں ضائع ہوئی ہیں کیا انسانی جان کوئی قیمت ہی نہیں رکھتی۔ کیا ڈاکٹر صاحب کے نزدیک انسانی جان کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ کیا وہ قومی مسئلہ نہیں بننا پھر ساتھ وہ کہتے ہیں کہ صوبائی مسئلہ ہے اب ان کو جغرافیہ کون پڑھانے کے بھارہ کو جو ہے وہ اسلام آباد کے territory میں ہے یا اسلام آباد سے باہر راولپنڈی کے ضلع میں ہے۔ یہ جناب والا اب چونکہ اس سلسلے میں انہوں نے بات بتائی ہے میں نے ساتھ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اب یہ territory جناب والا اس اسلام آباد میں ہے اس حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اسلام آباد کی territory میں یہاں پر مشیات کا دھندہ برابر چل رہا ہے یہاں پر بدکاری کے اڈے قائم ہیں کیا کچھ دنیا کے جرائم نہیں ہیں جو یہاں پر نہیں ہوتے ہیں۔ میں نے اس کو اس لئے point out کیا ہے اور میں اخبار "غبریں" کا مشکور ہوں بلکہ پوری قوم مشکور ہے کہ وہ نہ صرف اچھی اچھی خبریں تازہ خبریں بھاسپتے ہیں اسنے آرٹیکل قومی مضامین پر لکھتے ہیں بلکہ ہمیشہ حکومت کی کوتاہیوں پر حکومت کی غفلت پر جہاں پر حکومت کی ناکامی ہوتی ہے ان کو بھی point out کرتے ہیں اور ہمارا فرض بننا ہے کہ وہ ہم یہاں لا کر یہاں پیش کر سکیں۔ جناب والا اس سلسلے میں میں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ یہ ضرور admit ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس سلسلے میں پورے ملک میں جو کچھ غلط

کاریاں یا غلاف قانون یا غلاف اخلاق کام جو ہوتے رستے ہیں تاکہ ان پر بحث ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر صاحب شکریہ یہ administration نے نوٹ کر لیا ہے اسلام آباد سنی کا معاملہ ہے اور وزیر موصوف اس کو دیکھ لیں گے

and therefore I rule it out of order. Next is Abdur Rahim Khan Mandokhel, on the reported damaged cause to the PAT Feeder Canal during the recent floods.

شروع کریں جی۔

Mr. Shafqat Mahmood: Point of order Mr. Chairman

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ جی شفقت صاحب۔

جناب شفقت محمود۔ جناب چیئرمین حافظ حسین احمد صاحب نے کل ایک تحریک اتواء پیش کی تھی تو اس کا پتہ نہیں چلا کہ کیا بنا ہے جی۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ وہ rule out ہو گیا تھا جی۔

جناب شفقت محمود۔ جناب وہ تو میرا ہوا تھا حافظ صاحب نے ایک موشن کل پڑھا ہے ہاؤس کے اندر آپ نے اجازت دی تھی ان کو پڑھنے کی تو بتایا جانے کہ اس کا کیا بنا۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ وہ accept نہیں ہوا تھا۔ point of order جی ابراہیم صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ جناب چیئرمین صاحب آپ جانتے ہیں کہ کیا یہ سوالات کا وقت ہے کہ میرے فاضل دوست شفقت محمود صاحب سوال پوچھ رہے ہیں۔ یہ سوالات کا وقت نہیں ہے۔ اب تو تحریک اتواء کی بات ہو رہی ہے۔ وہ خود بات کریں گے کسی اور کی تحریک اتواء پر میں بات نہیں کر سکتا۔ وہ خود ہی کریں گے جن کی تحریک اتواء ہوگی۔ جناب والا میں ان سے گزارش کروں گا کہ بیٹھ جائیں۔

Mr. Hussain Shah Rashdi: Every Senator has a right to put a question and find out the fate.....

Mr. Presiding Officer: It was not entertained yesterday, so it cannot be discussed today. Let's proceed ahead.

حافظ حسین احمد۔ جناب میں دوبارہ پڑھ دوں جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب والا! میری ایک تحریک اتوا، پٹ فیڈر کے بارے میں ہے۔

Mr. Presiding Officer: I ruled out that

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب والا! ایک پشین کے بارے میں ہے۔ کہ وہاں بجلی سے لوگوں کو خطرہ ہوا ہے pole electrification مجھے جو یہاں کاپی دی گئی ہے۔ یہ adjournment motion No 453 of 94 ہے۔ وہاں آپ کو پٹ فیڈر کے متعلق دی گئی ہے۔ مجھے اجازت دی جانے کہ میں پشین کے بارے میں پیش کروں۔
جناب پریزائیڈنگ آفیسر - نمبر 4 ہے اس کو پڑھ دیں۔

iii) DRE; ELECTRIFICATION OF POLES DUE TO HEAVY RAINS IN
BALUCHISTAN

Mr. Abdul Rahim Mandokhail: I move that the proceedings of the House be adjourned to discuss an urgent matter of public importance that due to electrification following the rains in Pashin district, the life of general public is in danger. As a result, in Pashin area, one Abdul Jalil, an year old lost his life when he touched the electric pole after rain on 5th August 1994.

ڈاکٹر شیر آگن خان نیازی - جناب چئیرمین! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر - آپ oppose کرتے ہیں؟

ڈاکٹر شیر آگن خان نیازی - جی ہاں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر - جی مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب والا! یہاں جو رولز ہیں ایڈجرنٹ موشن

کی ایڈمبشن کے، وہ یہ ہیں it shall raise an issue of public importance یہ جو ہے

country کی importance کا، nation کا نہیں بلکہ public importance کا ہے۔ یہ ہے

بنیادی بات - it shall relate substantially to one definite issue تو یہ جناب والا اس

فریم میں آ رہا ہے۔ جب بائیں ہوئیں تو پشین ضلع میں بجلی کے کھبے ایسے خطرناک تھے تو کوئی

شخص ان کو touch کرے یا generally انسانی زندگی کو خطرہ تھا۔ آپ کو علم ہے جناب والا! پشین ضلع میں تقریباً دس ہزار میوب ویل ہیں۔ باقی گھروں کے استعمال کے لئے اس کے علاوہ ہیں۔ تو اس میں بجلی کا نظام اتنا غلط تھا کہ انسانی زندگی کو خطرہ ہوا۔ اور ایک بچہ جان بھی کھو گیا۔ اور آج بھی وہی پوزیشن ہے۔ آج اس کی importance یہ ہے جناب۔ آج بھی اگر بارش ہو تو وہی انسانی جانوں کو خطرہ ہے۔ لہذا یہ اس قابل ہے کہ اس کو ایڈمٹ کیا جائے۔ اور اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ جی جناب منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ جناب والا بات یہ ہے کہ معزز رکن نے جو صورتحال بیان کی ہے۔ اس میں صداقت نہیں ہے۔ وہ ایسے کہ بارشوں کی وجہ سے کھجے کے پاس جا کر اس نے ہاتھ لگایا یا لگ گیا۔ جبکہ اصل میں صورتحال کچھ اور ہے۔ یہ مروجہ و منظور منسٹر عبدالجلیل پشین کا رستہ والا ہے۔ 5-8-94 کو یہ واقعہ ہوا۔ صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر علاقے میں 100 کے وی کا ٹرانسمار تھا۔ ملازئی اس دیہات کا نام ہے ان کو بھی علم ہوگا۔ وہاں پر انہوں نے بل ادا نہیں کئے۔ واپڈا والے وہاں سے ٹرانسمار اٹھا کر لے گئے اور disconnect کر دیا۔ اب بجلی نہیں تھی۔ انہوں نے ایک agricultural tubewell transfer سے دوبارہ اپنے لئے 'اپنے خرچے پر تاروں سے connections لے لئے۔ اب چونکہ insulation proper نہیں تھی۔ صورتحال صحیح نہیں تھی۔ اپنے طور پر انہوں نے connections لئے تھے۔ تاریں لے گئے تھے۔ اس وجہ سے صورتحال یہ ہوئی کہ یہ حادثہ پیش آ گیا۔ بجانے اس کے کہ ہم اس کو یہ کہیں کہ generally وہاں پر جو الیکٹرک سپلائی واپڈا نے دی ہوئی تھی خرابی کی وجہ سے انہوں نے خود وہ تاریں خریدیں اور وہ substandard تھیں اس میں سے کوئی ننگی تار رہ گئی جس کی وجہ سے ہاتھ لگنے سے اس کی electricution ہو گئی اور اس طریقہ کار سے اس کی موت واقع ہوئی بلکہ یہ بھی صورت حال میں وضاحت کر دوں کہ اس illegal کام سے ان دیہاتیوں کے خلاف باقاعدہ ایف آئی آر درج ہوئی ہے جنہوں نے غیر قانونی کنکشن لئے تھے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ unauthorised کنکشن تھے substandard تاریں تھیں جو انہوں نے اپنے طور پر manipulate کئے۔ اس وجہ سے یہ حادثہ واقع ہوا نہ کہ واپڈا کی غفلت سے یا واپڈا کی کوتاہی سے۔ اور دوسری صورت حال یہ ہے کہ کسی قانون کے تحت رول ۵۵ کی کوئی کنڈیشن آپ لے لیں یہ تحریک اتوا نہیں بنتی۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ ٹھیک ہے انہوں نے جواب دے دیا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ وہ غیر قانونی تاروں کی جو بات کر رہے ہیں یہ واہڈا والوں کی اپنی کارکردگی ہے جو اصل میں وہ نجی کو ناجائز فروخت کرتے ہیں یہ ان کا مسئلہ ہے یہ مسئلہ اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتا کہ بالکل اس کے کیس میں کوئی ایسی بات ہوئی ہے۔ یہ ایسے ہی واہڈا والے اپنی نجی کا جو نظام ہے اس کو فروخت کرنا ناجائز سمجھتے ہیں یہ اب اس کو لستے ہیں کھبے ستاریں جو بھی ہیں وہ سب انسانی جانوں کے لئے خطرناک ہیں اس کے بارے میں اپنی ذمہ داری وہ پورا نہیں کرتے اس کے بعد جب ایسا واقعہ ہو جانے اور انسانی جان کھو دے پھر یہ بہانہ جوئی وہ خود کرتے ہیں اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو ایڈمنٹ کیا جانے یہ بات واضح ہو جائے گی اس پر بحث ہو جائے گی۔ اور ہم دیکھ لیں گے وہ شواہد لے آئیں گے اور اس پر بحث ہو جانے کہ اصل واقعات کیا ہیں۔ یہ اس لئے ایڈمنٹ کیا جانے۔ اور آپ جو ایسے ہی جناب رول آؤٹ کر لیتے ہیں اس سے اس کو رول آؤٹ نہیں بلکہ اس کو ایڈمنٹ کیا جانے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب چیئرمین صورت حال یہ ہے کہ معزز رکن نے یہ خود تصدیق کر دی ہے کہ ان کا بیان پوری طرح سے واضح نہیں ہے۔ اس کے پاس میٹرل نہیں ہے ان کو کسی نے یہ اطلاع دے دی ہے اور انہوں نے واقعتاً اپنے فرائض کے طور پر اسے ایک ممبر کی حیثیت سے تحریک التوا دے دی ہے۔ تو میں استدعا کروں گا کیونکہ انہوں نے خود تسلیم کر لیا ہے۔ کہ یہ پوری طرح سے اس میں میٹرل بھی نہیں ہے وہ آگاہ بھی نہیں ہیں وہ خارج فرمانی جانے۔ کسی اور قانون قاعدے کے تحت کوئی اور موشن لائی جانے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ انہوں نے بتا دیا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ اس پر بحث ہو جانے تاکہ سب کچھ ریکارڈ پر آجائے۔ اور یہ جو کارکردگی ہے سب سامنے آجائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ گورنمنٹ نے اس کا نوٹس لیا ہے اس لئے میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔

Next. Prof. Khurshid Ahmed Sahib on the alleged decision of the Government to accept the United Nations Secretary General as mediator on Kashmir.

سید اقبال حیدر۔ اس کو ڈیفنڈ کر دیا جانے کیونکہ وزیر خارجہ موجود نہیں ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ وہ تو کبھی بھی نہیں ہوتے۔ اور یہاں امرت دھارا منسٹر موجود

ہیں۔ فارن منسٹر مجھے یاد نہیں پڑتا کہ ایوان میں کبھی آنے ہوں۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں میرا خیال ہے پردوں ان کی موجودگی متوقع ہے۔ اگلے ہفتے رکھ لیں تو اچھا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد - میں پڑھ دیتا ہوں اس کے بعد ----

سید اقبال حیدر۔ اس کے بعد ڈیفنر کر دیتے ہیں۔

IV) RE: ACCEPTING DR.BOUTRAUS GHALI SECRETARY GENERAL,
U.N.O. AS MEDIATOR ON KASHMIR

Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, I seek the leave of the House to move the following Adjournment Motion:

It has been reported in the press that Pakistan has accepted to make Mr. J. B. Ghalib, Secretary General, United Nations as mediator on Kashmir. The report is extremely intriguing because the UN Secretary General is already on record to have said more than once that he can act as mediator only if a request comes from both India and Pakistan, and India has refused to take any initiative. Also in the light of the earlier experience of the mediation and arbitration, it is inexplicable how the Government of Pakistan is resorting to this gamble. It may also amount to departure from the principled position of Pakistan about the implementation of UN resolutions. The responsibility of the UN Secretary General is to take steps to seek the implementation of the UN resolutions and not working out any new mediation formula.

In view of the urgency of the problem and the immense importance of Kashmir to Paksitan's security and existence and also the impact such signals are having on the heroic struggle in occupied Kashmir, I beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this important issue.

Syed Iqbal Hyder: Sir, I would request the honorable member that

... even for the formality of opposition this may be deferred to the next date when the Foreign Minister will be here and if the Foreign Minister will not be here.

آج میرے ہر ہر جمعرات کو رکھ لیں آپ جمعرات کو رکھ لیں مجھے امید ہے کہ فارن منسٹر یہاں ہوں گے اگر نہ بھی ہوں تو پھر میں ان سے بریف حاصل کر لوں گا۔ اور اس بریف کے مطابق میں پھر سینٹ دوں گا کہ مخالفت کروں یا نہ۔

پروفیسر خورشید احمد۔ بدھ۔

سید اقبال حیدر۔ جمعرات کر لیں احتیاطاً۔

پروفیسر خورشید احمد۔ کیوں آئے بڑھانے جاتے ہیں۔ آپ؟

سید اقبال حیدر۔ چلیں بدھ یا جمعرات جو آپ مناسب سمجھیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ نہیں، نہیں بدھ۔

سید اقبال حیدر۔ چلیں بدھ کر لیں۔

and the half an hour for the adjournment motion is over.

Mr. Presiding Officer: So, its deferred till Wednesday. Now the time is over.

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین کل ایوان میں جو اپوزیشن کی طرف سے ملک میں ہڑتال کی کال دی گئی تھی اس بارے میں بحث ہوتی رہی ہے۔ اور قائد ایوان نے یہاں بیان دیا تھا کہ اپوزیشن کا یہ حق بنتا ہے جسے وہ تسلیم کرتے ہیں کہ پرامن طریقے سے وہ ہڑتال کریں۔ اور ہم نے اس خدشے کا بھی اعمار کیا تھا کہ سنٹ مشنری کو اور ایڈمنسٹریشن کو اسے روکنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ تھوڑی دیر پہلے مجھے راولپنڈی سے قومی اسمبلی کے رکن شیخ رشید احمد صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ ان کے گھر راولپنڈی میں لال حویلی کو ہزاروں کی تعداد میں پولیس اور منجانب کانسیبڈی نے گھیر لیا ہوا ہے۔ وہ تمام گاڑیاں جو کل کے لئے اعلان کر رہی تھیں وہ پولیس نے اپنی حراست میں لے لی ہیں اور جو لوگ ان میں کام کر رہے تھے ان کو بھی پولیس نے گرفتار کر لیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ایک شہر سے نہیں ہے بلکہ ملک بھر سے اس قسم کی اطلاعات صبح سے آ رہی تھیں ایک حکومت جو تھکتی نہیں ہے اس دعوے میں کہ وہ جمہوریت کے

پروان پڑھانے کے لئے کوشاں ہے اس قسم کی حرکات اور ساری سٹیٹ مشینری کو ایک جمہوری عمل کو روکنے کے لئے استعمال کرنا میں سمجھتا ہوں انتہائی افسوسناک ہے اس کے نتائج نہ صرف اس حکومت کے لئے بلکہ ملک کے لئے جمہوری اداروں کے لئے خود جمہوریت کے لئے بڑے بھیانک ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کارروائی آگے بڑھے گی۔ کیونکہ حکومت نے شاید تہیہ کیا ہوا ہے کہ کوئی صورت حال بھی جمہوری طریقے سے آگے بڑھنے نہ دی جائے۔ لہذا میں حکومت کے اس رویے کے خلاف اپوزیشن کی طرف سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔ اور ہم سب واک آؤٹ کرتے ہیں

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین مجھے بہت دکھ اور افسوس ہے کہ اس ایوان کے پلیٹ فارم کو اپنی حمایہ آرائی جو کہ ایوان کے باہر حزب اختلاف کرنا چاہتی ہے اس کو تقویت دینے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ الزامات جو لگائے گئے ہیں یہ بالکل سراسر زیادتی ہے اور حکومت کی پالیسیوں کو بدنام کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی شخص کے خلاف کوئی انتہائی کارروائی یا کوئی ناجائز کارروائی یا کوئی پرتشدد کارروائی نہیں کی گئی۔ ہر شخص کو قانون کے مطابق اپنی اعمار رائے کرنے کی پوری آزادی ہے حزب اختلاف کے رہنا بنے جو الزامات لگائے ہیں نہ صرف یہ کہ میں ان کی تردید کرتا ہوں بلکہ شدت سے مذمت کرتا ہوں کہ حکومت کو بدنام کرنے کی ان کی کوشش ہے اس میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے اور اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ ہم نے انہیں پوری آزادی دی ہے قانون اور اخلاق اور ضابطے کے مطابق اپنی سیاسی کارروائی کے لئے میں اس میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جناب چیئرمین کہ نہ ٹرن مارچ میں کوئی رکاوٹ پیش کی گئی تھی نہ اس میں کوئی رکاوٹ پیش کی گئی ہے۔ جناب مجھے دکھ اور افسوس ہے جناب چیئرمین آپ یہ نوٹ کریں اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ ہڑتال کی کال صرف اور صرف پاکستان کی معیشت کو خراب کرنے اور Foreign investment کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے دی گئی تھی جب نواز شریف صاحب کو پھیلے بٹھے یہ پتہ چلا کہ پاکستان میں بیرونی سرمایہ کاروں کا بزنس مینوں کا ایک وفد بے مثال وفد پاکستان آ رہا ہے ۲۱ تاریخ کو اور اس وفد کی قیادت کر رہی ہیں امریکہ کی سیکرٹری Energy and Power اور ان کے ساتھ

Top 80 businessmen and industrialists of United States are arriving, who are taking interest in investing in various projects in Pakistan which will result in a big economic boom to the country and this strike call of Mr. Nawaz Sharif is

motivated only to defame Pakistan and harm our economy and disgrace the foreign investors from coming into Pakistan

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ آپ اس کا جواب دیں جو اہوں نے کہا ہے کہ پولیس
ایکشن ہوا ہے کہ نہیں۔

Syed Iqbal Haider: That I have already replied, Chairman Sahib, that we do not believe in victimization. We will not stop anybody from acting in a lawful manner. If anybody acts in an illegal manner, for illegal purposes, in a terrorist manner, if they will resort to arms, of course they will be checked but no citizen will be stopped if he is unarmed and if he is non-violent. This is a national issue, Sir, how can any person would like to destroy the economy of the country. The moment Mr Nawaz Sharif learned that a foreign delegation is coming which is taking interest in investing in Pakistan. Eighty investors, Sir, and it is not an investment conference, they are coming specifically to examine the economic opportunities in Pakistan for investment. They are only coming for that. This is to defame Pakistan and to discourage the foreign investors. Secondly, the whole object of this so-called strike is purely personal to protect the ill-gotten wealth and facilities and the loans and the loot and the plunder that Mr. Nawaz Sharif has made in last 10-15 years, only to protect that and not to protect any right of any citizen.

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ قاضی صاحب on a point of order

قاضی حسین احمد۔ جناب چیئرمین یہ بات معلوم ہے کہ ہم مسلم لیگ کے ساتھ نہیں ہیں اور نہ ان کے allies ہیں۔ لیکن ہڑتال کرنا، procession نکالنا، احتجاج کرنا، اختلاف کرنا یہ حزب اختلاف کا جمہوری حق ہے جو ساری دنیا میں مسلمہ ہے۔ تمام جمہوری ممالک میں میں سمجھتا ہوں کہ جو حکومت جمہوری ہونے کی دعویدار ہو اور وہ اس بات کی دعویدار ہو کہ وہ رائے عامہ کی حمایت کے نتیجے میں برسرِ اقتدار آئی ہے اگر وہ اس حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرے گی تو اپنے پاؤں پر کھڑا مارے گی کوئی اور طاقت کسی بھی جمہوریت حکومت کی نہیں ہوتی جو اس کی کشتی

ہاں ہو جمہوری حکومت کی کشتی بانی عوام کرتے ہیں اگر عوام میں اس کی تائید ختم ہو جائے تو وہ برقرار نہیں رہ سکتی جو جمہوری حکومت جو پولیٹیکل پارٹی عوام کی تائید کے نتیجے میں برسرِ اقتدار آنے کی دعویدار ہو اگر وہ لوگوں کو جمہوری حقوق دینے سے انکار کرے گی اور اس کے راستے میں رکاوٹ ڈالے گی تو وہ اپنی شاخ کو کاٹنے کی جس شاخ پر وہ خود بیٹھی ہے۔ پیپلز پارٹی کے بارے میں یہ ہمارا اپنا تجربہ ہے ابھی گزشتہ ہفتے چار سہ ماہی شریعت کانفرنس کی announcement ہو رہی تھی۔ ہمارے لوگوں کو گرفتار کر کے سات گھنٹے تک lock up میں رکھا گیا اور ان کو اس سے منع کیا گیا اسی طریقے سے اگر وہ کل کی ہڑتال کی اپیل جو جمہوری حق ہے کے راستے میں رکاوٹ ڈالتی ہے اور لوگوں کو lock up میں رکھتی ہے یا اس کو اس سے منع کرتی ہے تو ایک جمہوری حق ان کو دینے سے انکار کرتی ہے۔ اس طرح سے مساجد میں درس قرآن پر لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے پر پابندی اس طرح سے دوسرے جو طریقے ہیں حالانکہ ویکٹوں میں وی سی آر چل رہے ہیں ہمارے بجائے جا رہے ہیں ہوٹلوں کے اندر بہت بڑے بڑے لاؤڈ سپیکروں کے ساتھ فلمی گانے نشر ہوتے ہیں اس میں ان لوگوں کے آرام میں خلل نہیں پیدا ہوتا لیکن مساجد میں درس قرآن سے آرام میں خلل پیدا ہوتا ہے اس طرح کے تمام جو جمہوری جمہوریت کش اقدامات ہیں ان کی وجہ سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو حکومت ہے اس کو اپنا رویہ تبدیل کرنا چاہیے اور اسی وجہ سے ہم نے نوکن واک آؤٹ میں حصہ لیا جب انہوں نے announce کیا حالانکہ انہوں نے ہم سے مشورہ بھی نہیں کیا تھا اس سے پہلے لیکن انہوں نے announce کیا ہے ہم حزب اختلاف کی پارٹی ہیں ہم حزب اختلاف میں شامل ہیں ہم ان کے ساتھ نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ہم حزب اختلاف کی پارٹی ہیں اور ہم ان کے اس طرح کے اقدامات کی مذمت کرتے ہیں اور اگر وہ یقین دہانی نہیں کرانے لگی قوم کو کہ وہ جمہوری حقوق کو سب نہیں کریں گے تو یہ تمام اپوزیشن کو اسی طریقے سے اکٹھا کرنے کی خود کوشش کریں گے جس طرح سے مرموز ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے میں اکٹھے ہوئے تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ملک صاحب ادھر سے بولتے ہیں مگر آپ کی باری

ہے۔

جناب شفقت محمود۔ جناب چیئرمین صاحب قاضی حسین احمد صاحب کی نہ صرف ہم عزت کرتے ہیں وہ major political party کے head ہیں جو ان کی تنظیم میں مزید اضافہ ہے میں قاضی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان کی تاریخ کو اگر دیکھا جائے تو کون

سی پارٹی ہے جس میں پاکستان پیپلز پارٹی سے زیادہ کسی نے جمہوریت کے لئے جنگ لڑی ہو۔ میں یہ عرض کروں یہ کوئی اتنی دور کی بات نہیں ہے کہ پاکستان کا سب سے طویل مارشل لاہ اور پاکستان کا سب سے بدترین مارشل لاہ جس میں سارے کے سارے حقوق تو کجا، قاضی صاحب تو جمہوری حقوق کی بات کر رہے ہیں لوگوں کے ہر قسم کے حقوق اس حکومت نے، اس مارشل لاہ نے سب کئے، انسانی حقوق اور اس کی کس نے مخالفت کی اور کون سی پارٹیاں اس مارشل لاہ حکومت کے ساتھ تھیں ریکارڈ موجود ہے ان پارٹیوں نے جو جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں تاریخ کو دیکھا جائے کہ کون سی سیاسی پارٹیاں تھیں جنہوں نے ڈکٹیٹر منیا الحق کے ساتھ تعاون کیا اور کون سی پارٹیاں تھیں جنہوں نے اس ڈکٹیٹر شپ کی مخالفت کی۔ ہمارے سے بہتر کون جانتا ہے جناب والا! میں بات کر رہا ہوں، باقیوں کو آپ موقع دے رہے ہیں مجھے بھی موقع دیں چیئر مین صاحب۔ میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ ہم سے زیادہ کون جانتا ہے کہ جیل کیا ہے، ہم سے زیادہ کون جانتا ہے کہ پولیس کا تشدد کیا ہے، ہم سے زیادہ کون جانتا ہے کہ کوڑے کیا ہیں ہم سے زیادہ کون جانتا ہے کہ پھانسیاں کیا ہیں بتایا جائے کہ کس پارٹی نے جمہوریت کے لئے نہ صرف جیلیں کائیں، نہ صرف یہ کہ پولیس کا torture برداشت کیا، بلکہ اپنے جان کے نذرانے پیش کئے۔ چیئر مین صاحب ہمیں ان سب چیزوں کا علم ہے لیکن میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جمہوریت کا مطلب انانارکی نہیں ہے، جمہوریت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو جی چاہے کرے۔ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ قانون کے دائرے میں رستے ہوتے جو کرے، شوق سے کرے۔ لیکن عوام نے آج ہمیں یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ ہم پاکستان کی بہت، کس لئے، پاکستان کی ترقی کے لئے، پاکستان کی بہتری کے لئے کچھ کریں۔ اور ایسے موقع پر اگر جمہوری حدود میں رستے ہوئے کوئی کچھ کرتا ہے تو اس حکومت نے آج تک کسی کو نہیں روکا۔ مثال کے طور پر ٹرین مارچ کراچی سے لے کر پشاور تک کی گئی، ہمیں ایک مثال دی جائے کہ اس حکومت نے کسی کو وہاں پر جانے سے روکا ہو، ہمیں بتایا جائے کہ ہم نے کون سی گرفتاریاں کیں ہم نے کون سی رکاوٹیں ڈالیں کہاں ہم نے کسی کو روکا اب بھی میں آپ کو یہ کہتا ہوں کہ قانون کی حدود میں رستے ہوئے، قاعدے کی حدود میں رستے ہوئے جو مرضی کریں۔ لیکن خدا را ملک کو نقصان نہ پہنچائیں، ملک کی ترقی میں رکاوٹ نہ بنیں۔

میں چیئر مین صاحب، گزارش کروں گا کہ یہ معمولی بات نہیں ہے کہ ایک ترقی پذیر ملک کے لئے، ایک ایسے ملک کے لئے جس کو اس وقت سب سے زیادہ معاشی ترقی کی ضرورت ہے اس ملک کا جو، دنیا کی سب سے بڑی economic power ہے ۸۰ رکنی وفد یہاں آ رہا ہے اور وہ کس لئے آ رہا ہے۔ چیئر مین صاحب وہ اس لئے آ رہا ہے کہ یہاں پر دیکھا جائے کہ پاکستان کی

معیشت میں ہم کس طرح investment کر سکتے ہیں، پاکستان کو ہم کس طرح بہتر کر سکتے ہیں، ہمارا mandate سب کا mandate جو یہاں elect ہو کر آنے ہیں۔ ہمارا mandate تو یہ ہے کہ ہم عوام کی خدمت کریں، عوام کی خدمت تبھی ہو گی جبکہ ملک کی معاشی ترقی ہو گی۔ ایک ایسے موقع پر یہ ہڑتالوں کی کالیں دینا، اس قسم کی باتیں کرنا اور پھر بھی ہمارا بڑا دل ہے ہم برداشت کریں گے۔ لیکن میں یہ ضرور گزارش کروں گا کہ قاعدے قانون اور لاہ کی حدود میں رستے ہوئے۔ اگر کوئی قاعدے قانون اور لاہ کی حدود سے تجاوز کرنے کا تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ماننا، اللہ بہت تجربہ کار ہیں، آپ یہ بتائیے کہ کیا یہ ضروری ہے کہ حکومت ہر کسی کو جو چاہے، جس قسم کی انار کی چاہے، وہ کرنے کی اجازت دے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ۔ مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب چیئرمین صاحب میں بھی چونکہ ایک پارٹی کا رہتا ہوں۔ تو جناب قاضی حسین احمد صاحب نے فرمایا کہ ہم نے علامتی واک آؤٹ میں حصہ لیا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ہم بذات خود ایک اپوزیشن کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس وقت اپوزیشن اور حکومت ایک محاذ آرائی میں پوری قوم کو ڈال چکی ہے۔ ہمارا ان حالات میں موقف یہ ہے کہ اس ملک کو بحرانوں میں اور مشکلات میں اور نت نئی پریشانیوں میں ڈالنے میں، یہ دونوں فریق برابر کے مجرم ہیں۔ اور اپوزیشن اور حکمرانوں نے ملک کو ایک عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اور دونوں کے ہاتھوں ملک نہایت crises کا شکار ہے۔ ہم نے یہی کہا تھا ان دونوں پارٹیوں سے عوام کی مشکلات حل نہیں ہوں گی، ان کو صرف دلچسپی اپنی کرسی کے استحکام میں اور ایک دوسرے سے کرسی چھیننے میں ہے۔ ان دونوں کو نہ عوام سے ہمدردی ہے نہ غریبوں سے، نہ مزدوروں سے۔ ملک کو اس سٹیج پر پہنچانے میں یہ دونوں برابر کی شریک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم اور پوری قوم چکی کے دو پاؤں میں پھنس چکے ہیں اور یہ سلسلہ اگر سو سال تک بھی اس طرح جاری رہے گا تو نہ عوام کی مشکلات حل ہوں گی، نہ جمہوریت مستحکم ہو گی۔ ہمارے بھائی نے جمہوریت کا ذکر کیا اور dictatorship کا، میں سمجھتا ہوں یہ کون سی فطانی جمہوریت ہے جو پچھلے تین چار سالوں میں سوانے محاذ آرائی کے، سوانے ہارس ٹریڈنگ کے، سوانے لوٹ کھسوٹ کے، سوانے کارخانوں کو اور بینکوں کو لوٹنے کے ان کا اور کوئی شغل ہی نہیں ہے۔ یہ کیسی جمہوریت ہے اس فطانی جمہوریت پر میں ضیاء الحق کی آمریت کو ہزار درجے ترجیح دوں گا اس آمر کی آمریت میں جو سکون تھا، جو عوام کو امن نصیب تھا، وہ دونوں جمہوریتوں میں نہیں۔ عوام نے دیکھ لیا ہے۔ عوام کی نیند حرام

ہو گئی ہے ۔ ہم تو اس اقتدار کی جنگ میں محض ایک تھائی کے طور پر شریک ہیں ۔ لیکن اگر کوئی پارٹی ایک جمہوری طریقے سے مظاہرہ کرنا چاہتی ہے تو اس کو حق ملنا چاہیئے اس لئے ہم نے ان کے اس جمہوری عمل میں 'علامتی واک آؤٹ' میں ساتھ دیا ہے ۔ اگر کل ایسے کسی جمہوری عمل میں کوئی دوسری پارٹی شریک ہوگی تو ہم جمہوریت کی خاطر علامتی طور پر حمایت کریں گے لیکن اس جنگ میں ہم تھائی ہیں ۔ یہ اقتدار اور کرسی کی جنگ ہے ۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر، گچی صاحب ۔۔

جناب منظور احمد گچی ، جناب والا ! چونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے ۔ میں گزارش کرتا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں ۔ وہ یہی کہتی ہیں کہ جمہوری اقتدار کا احترام کرنا چاہیئے ۔ عوام کے مینڈیٹ کا احترام کرنا چاہیئے ۔ اور اس ملک میں ان تمام جمہوری اداروں ۔ کو مستحکم کرنا چاہیئے کہ جن سے اس ملک میں ایک جمہوری عمل اور ایک جمہوری نگہ فروغ پائے ۔ جناب والا ! مجھے حیرانگی ہے اس بات پر کہ لوگ یہ کہتے تھکتے نہیں لیکن علامہ ہم اس کے الٹ دیکھ رہے ہیں ۔ جناب چیئرمین موجودہ حکومت کے -----

(مداخلت)

Malik Muhammad Qasim: Sir, I have been with the members of the Opposition who have walked out, I have requested them and I am appealing to them, I am sure they must be listening on the audio system which is, in their room also, where they are sitting. I would appeal to them that they should come in and participate. That is the way the democracy can run. I assured them and conceded and I accepted that these cannot be any democracy in any country unless and until the Opposition takes part in the affairs of the Government and in the deliberations of the House and in the meantime I am going out and I am contacting the D.I.G. and the Police authorities of Pindi to enquire what are the actual facts, and if anybody has surrounded illegally or without any reason or there is any truth in it, I shall try that all those handicaps which they are referring to are removed and nothing of this happens, but I will go and make sure about it. And I will come and report to the House.

In the meantime, I make an appeal to them that they should come back to the House.

جناب منظور احمد گیلگی، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہم سب کہتے ہیں کہ احترام ہونا چاہیئے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اپوزیشن کا بنیادی حق ہے۔ وہ اگر سمجھتی ہے کہ کوئی غلط کام ہو رہا ہے وہ protest کریں processions نکالیں۔ اور issues کو اجاگر کریں اور یہ بتائیں کہ ان ان issues کی وجہ سے ان ان وجوہات کی وجہ سے ہم یہ احتجاج کر رہے ہیں۔ جناب والا! مجھے حیرانگی اس بات کی ہے کہ ایکشن کے بعد لیڈر آف دی اپوزیشن نے اس بات کو قبول کیا کہ ایکشن ٹھیک ٹھاک طریقے سے ہونے اور یہ قبول کر لیا کہ ہم جمہوری روایت کو برقرار رکھیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس spirit کو سامنے رکھتے ہوئے اگر کوئی issues ہٹتے ہیں تو issues کو وہ لوگوں کے سامنے لائیں۔ لیکن اگر کسی کا غلط نظریہ ہو کہ ہم نے فیصد کر لیا ہے کہ ہم کسی حکومت کو چلنے نہیں دیں گے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ عوامی مینڈیٹ کے خلاف ہے۔ اور دنیا میں کوئی بھی جمہوری جماعت یا کوئی جمہوری فرد اس بات کو برداشت نہیں کرتا۔ کہ peoples mandate کے خلاف اگر کوئی جاتا ہے تو وہ اسے آرام سے کہے کہ جی آپ اس طریقے سے ملک کی معیشت کو مایاں کریں، آپ اس ملک میں جمہوریت کو مایاں کریں۔ کیونکہ ہم جمہوریت کے دعویدار ہیں، آپ بھی جمہوریت کے دعویدار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں جناب والا کہ جمہوریت کا تقاضا صرف یہ نہیں ہے کہ آپ negative attitude کو اختیار کریں۔ ہاں اگر حکومت کوئی غلط کام کرے تو یہ اپوزیشن کا فرض بنتا ہے۔ لیکن یہاں صرف یہ ہے کہ دس دن یا پندرہ دن کے بعد یہ بولنا شروع ہو گیا کہ جی حکومت ناکام ہو گئی۔ اب تو سو دن ہو گئے حکومت ناکام ہو گئی۔ اب تو ان کو جانا چاہیئے۔ پھر یہ کہنا شروع کر دیا کہ جی security risk ہیں اور ان کو اس لئے جانا چاہیئے کہ security risk ہیں۔ جناب والا! میں پوچھ سکتا ہوں کہ تین چار جو statements اس ملک میں قادم حزب اختلاف نے دی ہیں کیا وہ خود security risk نہیں ہیں اس ملک کے لیے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ on record موجود ہے، ۱۷ اگست کا statement نواز شریف صاحب کا۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم منیا۔ الحق کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ جناب والا! کیا منیا۔ الحق کا مشن جمہوریت تھا۔ کیا منیا۔ الحق کا مشن جمہوری اقدار کے لئے تھا۔ وہ تو سب سے بڑا naked dictator جسے آپ کہیں

اس ملک میں جمہوریت کو جس طریقے سے پامال اس نے کیا اس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ ہے ان کا فظ نفرت۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم حکومت میں نہیں ہیں تو دوسرے بھی نہ رہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پاکستان کے عوام اتنا جانتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں اس بات کو کہ کون جمہوریت کے لئے ہے اور کون جمہوریت کے خلاف ہے۔ اس لئے میری اراکین ایجوکیشن اور ان محب وطن لوگوں سے گزارش ہے کہ خدا کے لئے ان کے scale میں اپنے آپ کو شامل نہ کریں اس لئے کہ یہ آپ کے خلاف ہے اور جمہوریت کے خلاف ہے۔ thank you۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ جی لاسی صاحب۔

جناب غلام اکبر لاسی۔ جناب میں صرف تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں، صرف دو منٹ کے لیے۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کر رہا ہوں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ مولانا صاحب کا ہم بہت احترام کرتے ہیں انہوں نے ایک بات کسی میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بہت زیادہ اہم بات ہے جس کا تعلق پاکستان کی پوری تقدیر سے ہے انہوں نے کہا کہ ایسی جمہوریت سے منیاء الحق کی آمریت بہتر ہے۔ جناب میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ غلامی کے طلوع سے آزادی کی دال بہت زیادہ بہتر ہے۔ جناب چیئرمین یہ بہت زیادہ اہم چیز ہے دنیا میں یہ اصول مسلم ہے کہ جمہوریت چاہے کتنی بھی لولی لنگری کیوں نہ ہو لیکن آمریت سے ہزار گنا بہتر ہے۔ اس لیے مولانا صاحب واپس لیں اپنے الفاظ کہ منیاء الحق کی آمریت بہتر ہے۔ جناب یہ بہت اہم سوال ہے یہ ہاؤس کی توہین ہے۔ یہ پاکستان کے بارہ کروڑ عوام کے mandate کی توہین ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ بس ٹھیک ہے آپ کو سن لیا ہے۔ جی مولانا صاحب۔

(مداخلت)

مولانا سمیع الحق۔۔۔ آپ غلامی اور آزادی میں تفریق نہیں کر سکتے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ اب جناب میں بات کروں گا، آپ نے مجھے

فلور دیا ہے۔

مولانا سمیع الحق۔ اس جمہوریت سے تو ہزاروں غلامیاں بھی بہتر ہیں، یہ کوئی

جمہوریت نہیں ہے، یہ تو انسانیت کے لیے ایک لنت بن چکی ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ

نے اس موقع پہ مجھے موقع دیا کہ میں اپنی معروضات پیش کروں۔ جناب والا آج جو ماحول ہے ہمارے ملک میں وہ بڑا یعنی explosive ہے۔ یہاں سینٹ میں 'پارلیمنٹ میں' ہماری کوشش ہوئی چاہیے کہ اس explosive situation ہے کو ہم defuse کریں۔ بجائے اس کے کہ ہم اس میں شدت پیدا کریں۔ جناب والا اب ہمارا پارلیمنٹ ہے، لیکن ہونے ہیں اس میں ہمیں آگے جانا چاہیے اور اپنے مانم پر جو فیصلے ہوں ہمارے آئین کے، ہمارے قانون کے، سیاسی روایات کے، مسئلہ اصولوں کے، اس کے مطابق ہمیں جانا چاہیے۔ رہ گئی یہ بات ہمارے ملک میں جو موجودہ گورنمنٹ ہے اگر کچھ مشکلات ہیں۔ جناب والا بیروزگاری ہے، ہنگامی ہے، دوسرے مسائل ہیں۔ اپوزیشن کو یہ حق ہے کہ اپنا احتجاج کرے۔ peacefully اپنا احتجاج کرے اور اپوزیشن کے احتجاج میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ رہ گئی یہ بات جناب والا کوئی اگر وہ قانونی، اصولی، مسئلہ جمہوری اصولوں کے مطابق احتجاج اپوزیشن کا حق ہے۔ اسی طرح گورنمنٹ کا یہ حق ہے، یہاں منتخب حکومت کا یہ حق ہے کہ اپنی حکومت کرے اور پھر issues پہ ہمارے ملک کے عوام ان کو اپنے وقت پہ reject کریں یا ان کی پھر حمایت کریں۔ یہاں حالات ایسے ہیں جناب والا! کہ ابھی بڑی explosive situation ہے۔ میں request کروں گا پارلیمنٹ سے، گورنمنٹ کی پارٹی سے، گورنمنٹ کی ساتھی پارٹیوں سے، اپوزیشن کی پارٹیوں سے کہ آپ مہربانی کریں ایسا ماحول پیدا کریں کہ موجودہ صورت حال کو ہم defuse کر دیں اور مسائل ہمارے اچھے طریقے سے حل ہوں۔ ایک دوسرے سے جواب در جواب مزید اس میں شدت پیدا کرے گا اور اگر آپ نے کوئی گرفتاریاں کی ہیں، اگر ہاؤس میں آپ کو کوئی دقیق ہیں تو میں حکومت سے استدعا کروں گا کہ آپ withdraw کریں یہ طریقے اختیار نہ کریں۔ ابھی یہ ٹرین مارچ ہوا بہت صبح، بہت پر امن طور پر ہوا۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ حکومت نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی اور اپوزیشن نے اپنا حق استعمال کرتے ہوئے احتجاج ریکارڈ کرایا۔ مزید میں اس میں بات نہیں کروں گا آپ سے استدعا کروں گا کہ اس ماحول کو جناب والا مذاکرات کے ذریعے defuse کیا جائے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ شکریہ۔ ڈاکٹر جنی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ جناب والا! میری اس سلسلے میں پورے ایوان سے یہ گزارش ہے اور بالخصوص حزب اقتدار سے کہ یہ جو جمہوریت اور یہ جو جمہوری ادارے ہیں اور جمہوری روایت ہیں ان کا حکومت کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ آج جمہوریت کی برکت سے یہ دونوں ایوان ہمارے پاس ہیں، ایوان بالا اور ایوان زیریں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جمہوری روایات کو آگے بڑھانے

کے لئے جہاں حزب اختلاف کی ذمہ داری ہے حکومت کی اس سے بڑھ کر ذمہ داری بنتی ہے۔ جمہوری روایات ہم اس کو کہتے ہیں کہ حکومت اپنی پالیسیاں اور اپنے اقتدار کو چلانے کا مکمل حق رکھتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اختلاف رائے کو احتجاج کے حق کو تسلیم کرنا یہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ میں گو کہ خود بحیثیت ایک سیاسی کارکن کے حکومت کا ساتھ دے رہا ہوں۔ ہماری پارٹی بھی حکومت کے ساتھ ہے مگر ہم جمہوری روایات اور جمہوری اقتدار کو دل سے عزیز رکھتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے ملک کے عوام نے بے شمار قربانیاں دیں۔ چاہے آج لوگ جو حزب اقتدار میں ہیں یا کسی نہ کسی شکل میں حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں اس ملک میں جمہوری اقتدار کے لئے جمہوری کچھ کے لئے بے شمار قربانیاں دی ہیں کروڑہا عوام نے اس کے لئے۔ تو ظاہر ہے کہ اس کا تحفظ اس کی حفاظت کرنا ہم سب کا فرض ہے اور یہ احتجاج اور مظاہرے یا ٹرین مارچ یا جو بھی اپوزیشن کرتی ہے یا عام ہڑتال یہ اس کا جمہوری حق ہے اور حزب اقتدار کو ہم یہ عرض کریں گے کہ آج کے حالات میں جیسے میرے ایک ساتھی نے فرمایا کہ حالات جو ہیں وہ کافی کشیدہ ہیں یا آپ یوں کہیں کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان ایسے تعلقات ایسے روابط نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ حزب اختلاف نے مذاکرات سے بھی انکار کر رکھا ہے۔ کسی طریقے سے بھی حکومت کے ساتھ اسمبلی کے ذریعے یا مذاکرات کے ذریعے بات کرنے سے اپنے آپ کو دور کر رکھا ہے۔

ان تمام حالات میں یہ جو کشیدگی ہے جمہوری نظام میں اور ہمارے جمہوری کچھ میں میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کشیدگی کو کم کرنے کی ضرورت ہے اور حکومت نے جیسے ٹرین مارچ کے وقت پالیسی بنائی تھی ان کو آزادانہ طور پر اپنا پروگرام کرنے کا (حزب اختلاف) کو موقع دیا۔ اب بھی میں بحیثیت کارکن ان کا ساتھ دیتے ہوئے ان کو یہ مشورہ دوں گا کہ اس سے پہلے چاہے کارن انویسٹرز آرہے ہیں کوئی بھی آ رہا ہے یہ سب دنیا جاتی ہے ساری دنیا کے جمہوری ممالک میں یہ نظام ہے کہ حزب اختلاف کو جمہوری احتجاج کرنے کا حق ہے۔ اگر وہ دکانیں بند کراتے ہیں عام ہڑتال کرتے ہیں تو حزب اقتدار کو یہ زیب نہیں دے گا یہ اس کے حق میں بات نہیں جانے گی کہ ان کے لئے کوئی مشکلات یا رکاوٹیں پیدا کرے۔ رکاوٹیں پیدا کرنے سے گرفتاریاں کرنے سے یا دباؤ ڈالنے سے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے حق میں یہ بات نہیں جانے گی۔ یہ بات حکومت کے حق میں جانے گی کہ وہ آزادانہ طور پر جو وہ کرنا چاہتے ہیں پرامن طور پر وہ کریں۔

دوسری جو صورت ہے وہ میں یہ عرض کروں گا کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف یہ جمہوری نظام کے دو اہم ستون ہیں اور ان کو ساتھ چلنا چاہیئے۔ حزب اختلاف سے یہ میں ضرور

گزارش کروں گا یہاں لیڈر آف دو ایوزیشن ہمارے سامنے بیٹھے ہیں میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ جناب دیکھیں یہ میں حزب اختلاف سے عرض کر رہا ہوں کہ جمہوریت کے لئے ان کی باتیں میں نے بڑی غور سے سنیں۔ بڑی مدلل باتیں انہوں نے کیں مگر ان کی ایک بات سے مجھے اختلاف ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ اگر حکومت ہمارے راستے میں رکاوٹ ڈالے گی تو ہم مزاحمت کریں گے۔ میں ان سے عرض کروں گا کہ دیکھیں سینیٹ مشینری کے ساتھ مزاحمت کرنے سے جمہوریت نہیں بچتی۔ ہم بھی حزب اختلاف میں رہے ہیں اور جمہوریت کے لئے جدوجہد کی ہے لیکن یہ جو طریقہ کار ہے حزب اختلاف کی طرف سے میری ان سے یہ گزارش ہے کہ یہ آپ کی کامیابی ہو گی کہ اگر حزب اقتدار زبردستی دکانیں کھولتی ہے۔ مگر آپ کو resistance یا مزاحمت کی بات نہیں کرنی چاہیے۔ اس سے کیا ہو گا؟ اس سے مارے ملک کا جو جمہوری نظام ہے اس کو مشکلات درپیش ہوں گی۔ یہ آپ کریں ٹھیک ہے اگر حکومت فرض کرو زبردستی دکانیں کھولتی ہے یا زیادتی کرتی ہے یا معاملے کے طور پر گرفتاریاں کرتی ہے تو اس سے تو حزب اختلاف کی شان بالا ہو گی۔ حزب اختلاف کی تحریک جو ہے وہ کامیاب ہو گی۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ شکریہ۔ لائسنس صاحب Legislation business شروع

کریں۔

Syed Iqbal Haider: I appreciate the sentiments expressed by the honourable member. He needs not to emphasize on it and this is the policy of the Government not to create undue hurdles.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! میری بات ختم نہیں ہوتی تھی ابھی۔ ابھی میں دو ایک باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

سید اقبال حیدر۔ ڈاکٹر صاحب قانون سازی بھی کرنا ہے ہمیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ مجھے اس پر بات کرنے دیں۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ آپ کی بات مکمل ہو چکی ہے۔ بشیر ترین صاحب بات کرنا چاہتے ہیں ان کو سن لیں۔

سرمدار بشیر احمد خان ترین۔ جناب والا! اگر یہ بات واقعی سچ ہے کہ حکومت نے ان کی جائز تحریک کی رکاوٹ میں پولیس کا گھیرا ڈالا ہے یا کوئی اور رکاوٹ پیدا کی ہے تو میں حکومت کے

نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ان کے لئے حکومت میں رہنا تو کیا اس ملک میں رہنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے ان کو چاہیے کہ جس طرح انہوں نے جب وہ حکومت میں نہیں تھے ٹرین مارچ بک پتہ نہیں کیا کیا مارچ کئے لیکن اب جب وہ خود حکومت میں آئے ہیں وہ کہتے ہیں ہمارے ایک صاحب نے ابھی یہاں کہا کہ ہم سے زیادہ قربانیاں کس نے دی ہیں؟ یہ میں مانتا ہوں کہ انہوں نے قربانی دی ہے ضرور دی ہو گی لیکن اسلام آباد کی حد تک دی ہو گی۔ لیکن قربانیاں دینے کا بھی کوئی خاص طریقہ کار ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی نے کوڑے کھانے اور وہ یہ کہے کہ بس جی پتہ نہیں کیا بن چکا ہوں۔ اس لئے یہاں کہنے کی بات یہ ہے کہ اگر کسی نے کوڑے کھانے ہیں تو اس کے ساتھ گولیاں بھی کھائی ہیں۔ یہاں پہ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم حکومت کے ساتھ نہ حزب اختلاف کے ساتھ اس تحریک میں ہیں۔ لیکن جب ہم حکومت کے ارادے کو دیکھتے ہیں یا حکومت کی کارکردگی کو دیکھ رہے ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ ڈنڈے اور طاقت کا استعمال کر رہی ہے۔ ہم ایک بار پھر اس فلور سے آپ کے توسط سے حکومت سے یہ request کرتے ہیں کہ وہ ان کے جمہوری حق کو روکنے کی کوشش نہ کرے ورنہ ان کے لئے خود نقصان دہ ہو گا۔ مہربانی۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر۔ حافظ حسین احمد۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب میں۔۔۔۔۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین ہمارے گھروں پہ حملے ہو رہے ہیں آپ ہمیں بولنے کا موقع نہیں دیتے۔

سید اقبال حیدر۔ سر کوئی آپ کے گھر پہ حملہ نہیں ہوا یہ بالکل بے بنیاد الزامات ہیں۔ کسی پراسن قانون کا احترام کرنے والے کسی جہری.....

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ ہمارے گھروں پہ حملے کئے گئے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ ابھی ملک صاحب اس کے بارے میں تحقیقات کر رہے ہیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ ہم آپ کے چیلنج کو قبول کرتے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ میں آپ سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ ملک صاحب گئے ہونے ہیں اس کے بارے میں تحقیقات کرنے کہ واقعی ایسا کوئی واقعہ ہوا بھی ہے یا نہیں ہوا۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر۔ حافظ صاحب آپ بولیں۔

حافظ حسین احمد - جناب چیئرمین میں آپ کا مشکور ہوں - جناب اقبال حیدر صاحب
 قہوڑی دیر آرام کریں پھر یہ پلے جائیں گے پھر زحمت ہو گی ملک صاحب کو لانے کے لئے -
 جناب پریذائیڈنگ آفیسر - آپ چھوڑیں اس بات کو وہ سن رہے ہیں -

حافظ حسین احمد - میں گزارش کرتا ہوں کہ جہاں تک ایوزیشن کی ہڑتال کا یا ٹرین مارچ
 کا تعلق ہے ایوزیشن کا یہ حق ہے کہ وہ کسی بھی سطح پر آئینی طور پر اپنے احتجاج کو ریکارڈ کرائے اور اس
 کے لئے ہڑتال کرے - ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں تک اس دور میں ہڑتالیں ہوتی ہیں اس سے مسئلہ قومی
 اتحاد کا دور تھا اس کے بعد ایم آر ڈی کا دور رہا ہے اور ہر دور میں ٹرین مارچ بھی ہوا ہے لانگ مارچ بھی
 ہوا ہے لیکن ہم صرف یہ گزارش کریں گے کہ ضرور ہمارے دوست ہڑتال کریں - لیکن یہ اعلان کرنا کہ
 جب ٹرین مارچ پہنچے گا تو اس وقت حکومت ختم ہو گی - میں سمجھتا ہوں کہ آئین میں کوئی ایسی بات
 نہیں کہ کسی ٹرین مارچ سے حکومت ختم ہو -

(تائیاں)

کیونکہ اگر ایسی بات ہے تو آپ ہمیں بتائیں کچھ لوگ ہم بھی بلوچستان سے لاکر اپنی حکومت بنا سکتے ہی
 ----- (تائیاں) ----- آئینی طور پر جو طریقہ کار ہے وہ تحریک عدم اعتماد کی ہے اور تحریک عدم اعتماد
 بھی ان کا حق ہے - اس کے لیے بھی اگر وہ سنجیدگی سے سوچیں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی ساقی ان کو مل
 سکے - لیکن جناب چیئرمین صاحب میں یہی گزارش کروں گا کہ ہم نے ایک بات طے کرنی ہے کہ تمام تر
 ایوزیشن کے جو احتجاجات ہیں - ان کو آئین کی حدود میں رہ کر کرنا چاہیے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید دونوں
 طرف جو ہماری کل کی ایوزیشن اور آج کی ایوزیشن ہے اس میں قوت برداشت کم ہے اگر پانچ سال کے
 لیے برداشت نہیں کر سکتے تو یہ دونوں مل کر آئین میں ترمیم بھی کر سکتے ہیں کہ ڈیڑھ سال ایک دوسرے
 کو برداشت کریں کیونکہ آنا تو انہوں ہی نے ہے اور جب یہ آئیں گے تو وہ لانگ مارچ کریں گے - اور ہم
 کہاں جائیں - ہم یہ سمجھتے ہیں جو بھوٹی پارٹیاں ہیں - جناب جو لوگ صنعت کاریں جو جاگیر دار ہیں - جن
 کے لیے الیکشن ہائیں ہاتھ کا کھیل ہے وہ تو الیکشن لڑ سکتے ہیں - لیکن وہ تقریاتی پارٹی یا بھوٹے صوبوں
 سے جو تعلق رکھنے والے جو ہیں ان کے لیے الیکشن لڑنا کسی طرح بھی ہر ڈیڑھ دو سال کے بعد مشکل مر
 حد ہے - تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ آئینی طور پر طے کریں کہ آپ کب تک ایک دوسرے کو
 برداشت کر سکیں گے - کیونکہ آپ کی اکثریت ہے - اگر آپ غلام اسحاق خان پر متحد ہو سکتے ہیں یا
 صاحبزادہ یعقوب خان پر متحد ہو سکتے ہیں - اور اگر آپ جناب مسین قریشی پر متحد ہو سکتے ہیں تو اللہ کے
 لیے کم از کم ان مسائل پر بھی جو آئینی مسائل ہیں اسوقت جس طرح صوبوں کا کوہ ہے دیگر مسائل ہیں

صوبائی خود مختاری کے مسائل ہیں آئینی مسائل پر آئینی اصلاحات ہیں اس پر آپٹھیں۔ کیونکہ اکثریت تب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب آپ دونوں مل کر اس ملک کو اور جمہوریت کو چلانا چاہیں۔ شکریہ جناب۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر شکریہ جی۔ اب جناب اجمل خان خٹک صاحب جو آخری سیکر ہیں آپ فرمائیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین صاحب انہوں نے جو کچھ کہا میں اس کے بارے میں کچھ کہنے کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ آپ کی اپنی رائے ہے لیکن جہاں تک ہمارا فیصد ہے۔ اور وہ فیصد ہم نے قوم کے مستقبل کے لئے موجودہ حکومت کے رویے کو دیکھ کر کیا ہے۔ وہ اہل فیصد ہے۔ وہ کسی کی نصیحت سے کسی کی دغاؤں سے کسی کے ڈنڈے سے کسی کے ہتھکنڈوں سے وہ واپس نہیں ہو گا اور دکھیں گے کہ کل پورا ملک ہڑتال میں شامل ہو گا۔ میں صرف یہ کہنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں کہ میں ایکشن کمیٹی کا صدر ہوں سپریم کونسل کا ذمہ دار ترنمبہر ہوں میں نے یقین دلایا تھا کہ ہماری ہڑتال مکمل طور پر 'پر امن' ہو گی۔ اور کل ہی پشاور میں ہمارے لوگوں کو پکڑا گیا تھا۔ کل ہی ہمارے لوگوں کو جیل میں ڈالا گیا تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے فیصد کیا بلکہ کوشش کی کہ ہمارے جلوسوں میں کوئی بھی ایسا آدمی نہ گھسے جس نے کسی طرح اس کی بجائے تشدد کی طرف لے جانے میں نے پورے ہاؤس کے سامنے کہا تھا۔ لیکن حکومت نے اس کو سن کر ہمارے فیصلے کو دیکھ کر سمجھ کر کیا کیا؟ آج راولپنڈی میں جو کچھ کیا۔ جناب آج راولپنڈی میں جو کچھ کیا۔ مجھ سے پہلے اس کا ذکر ہوا۔ میں آپ کے ذریعے سے اس ہاؤس کے ذریعے سے صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جو بھی حکومت والے ہیں۔ اس حکومت کے بڑوں نے بھی کہا تھا کہ کرسی مضبوط ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ کتنی مضبوط ہے۔ ہم اس طرف نہیں جانا چاہتے لیکن بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے جو امن کا رویہ رکھا ہے۔ جو رویہ ہم نے رکھا ہے عدم تشدد کا۔ جو رویہ ہم نے پر امن طور پر رکھا ہے۔ جمہوری طریقے سے آئین اور قانون کے اندر احتجاج کا۔ اس کو خدا را نہ پھینڑیں۔ آج کا اقدام اس امر کا ثبوت ہے کہ ان کے۔۔۔ کل پشاور میں ہمارے لوگوں کو اس سے ایک دن پہلے جو ہمارا کاروان نجات آ رہا تھا مالاکنڈ میں جو کچھ ہوا پولیس نے ان کو گھیرے میں لیا۔ پورے پاکستان میں جہاں جو کچھ ہوا۔ اس کا میں ذکر کروں گا تو زیادہ وقت لوں گا۔ پولیس نے باقاعدہ روکا۔ باقاعدہ مقابلے ہوئے۔ کل ہمارے پشاور میں ہمارے لڑکے جو اعلان کر رہے تھے ان کو پکڑا۔ جیل میں ڈالا۔ ہم نے فیصد کیا کہ یہ پکڑتے جائیں۔ ہمارے لوگ اعلان کرتے جائیں

ہے۔ انہوں نے جو آج حرکت کی ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔ اس کو ہم چیلنج سمجھتے ہیں اور میں آپ کے سامنے اور باؤس کے سامنے بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان کا یہ چیلنج ہمیں منظور ہے قبول ہے۔ لیکن اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہوگی۔ اس کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ ہمیں اپنی قوت بھی معلوم ہے۔ ہم نے پاکستان میں دیکھا اور پاکستان کے جذبات کو بھی دیکھا۔ ان کے نشتر پارک میں جلسہ گاہ کو بھی دیکھا اور کراچی نے ہمارے جلسوں کو بھی دیکھا۔ لاہور میں بھی اور پورے پاکستان نے دیکھا۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ پرامن ہو۔ جمہوری ہو۔ اس انداز میں ہو لیکن آج ان کی حرکت اگر ان کا یہی طریقہ رہا تو ہمیں یہ چیلنج قبول ہے۔ میں اس کو پھر دہراتا ہوں۔ اس کی پوری ذمہ داری ان پر ہوگی۔ ہم پر نہیں ہوگی۔ ہم ہر حالت کے لئے تیار ہیں۔

Syed Iqbal Haider: Sir it cannot be a full debate. Ajmal Khattak

was the last speaker.

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ شکریہ جی۔ جی جناب ساجد میر صاحب۔

جناب ساجد میر۔ اپوزیشن کی تحریک کے حوالے سے جتنی گفتگو ہو رہی ہے۔ وہ

جمہوریت کے حوالے سے ہو رہی ہے۔ اس لئے میں دو تین گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ کوئی حکومت صرف elect ہونے کی وجہ سے صحیح

یا غلط طریقے سے elect ہونے کی وجہ سے جمہوری حکومت نہیں بنتی۔ elected حکومت

representative حکومت democratic حکومت میں واضح طور میں فرق موجود ہے۔

elected government ہو سکتا ہے کہ representative government بھی ہو لیکن اس

بات کا تعین کہ آیا وہ جمہوری حکومت ہے یا نہیں اس بات کا تعین اس کے عملی رویے

سے ہو گا کہ elect ہونے کے بعد آیا اس کا رویہ اپوزیشن کے ساتھ 'عوام کے ساتھ اور

حکومت کے عام انداز کے ساتھ جمہوری ہے یا نہیں ہے۔ اس حوالے سے اگر ہم دیکھیں

تو پیپلز پارٹی کی پہلی حکومت نے جس نے ملک میں سول مارشل لا کی مثال قائم کی۔ جو

یاقت باغ فائزنگ کے لئے ذمہ دار ہے۔ جس میں تاج پورہ لاہور میں انتخابی جلسوں کو

الٹاتے ہوئے غیر جمہوری روایات قائم کیں۔

Mian Raza Rabbani: One can give exception to the leaders of the

various parties but not to every member and when every member will speak there

will a full debate. Yesterday, when we were debating on the Rules and Procedures this honourable members stood up and said that we are wasting time. Now, if debate on Rules and Procedures is wasting of time or interpretation of rules is wasting of time then repetition is most certainly the biggest wastage of time. Under what rule is he speaking? I mean we should be told that the sermon he is delivering is under which rule? He should kindly come out with the rule under which he is speaking? Sir, under which rule is he speaking?

Mr. Presiding Officer: The debate on this subject has started and from the Government side three or four persons have already spoken...

Mian Raza Rabbani: Then either have an open debate on this subject. But this cannot go on like this Sir. The leaders of various parties have spoken from that side and there are so many members from this side who would like to speak on this subject.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ پروفیسر ساجد میر صاحب، آپ ختم کریں۔
جناب ساجد میر - ان کا یہ رویہ بذات خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کسی کے نکتہ
نظر کو سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

(مداخت)

Mian Raza Rabbani: Sir, under which rule is he speaking?

Mr. Presiding Officer: The Government side has given its view after the walk out. Now, it is their turn to speak.

Mian Raza Rabbani: Sir, under which rule? Is he being allowed to speak?

Mr. Presiding Officer: I, as a Chairman, have decided that he will speak. So please sit down.

جناب ساجد میر۔ جناب والا جس پارٹی نے اپنے مخالفین کی تہذیل اور ان کے قتل

کو اپنا شیوہ بنایا اس کو قطعاً یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود کو جمہوری پارٹی کہلانے یا اپنی حکومت کو democratic government قرار دے اور یہاں تک پیپلز پارٹی کی دوسری اور تیسری حکومت کا تعلق ہے ان کا رویہ بھی مسلسل غیر جمہوری ہے۔ جناب والا! یہ جمہوری حکومت کا شیوہ اور طریقہ نہیں ہوتا کہ حکومت لاکھوں اور کروڑوں عوام کے احتجاج کو دیکھے اور اپنی آنکھیں بند کر کے کہے کہ جناب یہ نجات ٹرین تو ناکام ہو چکی ہے اور عوام کے ایسے طے جن کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی وہ ان دنوں میں ہونے اور اس جمہوری حکومت نے اپنی آنکھیں بند کی ہونی ہیں اس کو ہم کیسے جمہوری حکومت قرار دے سکتے ہیں۔ جناب والا! جو حکومت انتظامی کارروائیوں پر تکی ہوئی ہے لوک سدر صاحب کی بیٹی ہوئی زمین دیکھنے جاتے ہیں تو سینکڑوں کارکنوں پر مہدات بنانے جاتے ہیں تو یہ حکومت کس طرح اپنے آپ کو جمہوری حکومت کہلا سکتی ہے۔ جمہوری حکومت تو چند افراد کے احتجاج کو بھی نظر انداز نہیں کرتی یہ عجیب جمہوری حکومت ہے جو کروڑوں عوام کے احتجاج کو نظر انداز کر دیتی ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ انہوں نے آپ کا نکتہ نظر سن لیا ہے آپ تشریف رکھیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, if he goes on like this, if he raises controversial issues, then we will also have to speak from this side of the floor.

Mr. Presiding Officer: Now, we close this discussion and start legislation. Yes, Mr. Law Minister.

The Lighthouse (Amendment) Bill, 1994

Syed Iqbal Haider: With your permission Sir, I move that the Bill further to amend the Lighthouse Act, 1927 [The Lighthouse (Amendment) Bill, 1994], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Ch. Muhamamad Anwar Bhinder: Opposed, Sir.

Syed Iqbal Haider: Sir, it is a very simple Bill. I hope my members of the Opposition will withdraw their opposition because it is a very simple Bill that in 1971 the Lighthouse charges were increased to a nominal figure. Now,

after well over 22 years the Lighthouse charges are proposed to be as the Federal Government may prescribe from time to time. And in the whole SAARC countries the Lighthouse charges are far more than what is being charged by the Government of Pakistan. So, it is only for this single, sole motive and objective that this Bill has been moved and I hope the members of the Opposition will appreciate the objective purposes of the Bill and withdraw their opposition.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, the honourable Law Minister has said that this is a very simple Bill and he has explained only one purpose for which this Bill has been introduced and was passed by the National Assembly and transmitted to this House that he wants only to enhance the charges. Sir, that is not the only purpose envisaged in this Bill. There are other purposes and the basic question is sir, that in this Bill, the Government want to take those powers which were never taken 70 years before. The light-house Act came into force in the year 1927 and in that year, it was provided that the revision of the charges or revision of this fee would be subject to the approval of the Parliament or the House. Sir, thereafter, for 70 long years, this was subject to the decision of this House. An Act was required to enhance those charges and now in the year 1994, the learned Law Minister says that 'no' there is no need of going to this House or to the National Assembly. These powers would be exercised by the Government and you give all the powers to the Government that Government can enhance this or change the charges from time to time whenever they like, whatever they like, wherever they like.

Sir, my humble submission is that the opposition is for the sake of principle what we want is, that take this House into confidence when in the year, 1927 the legislators thought that it should be through this House; we only urge to the Law Minister and the Government, that do not exclude these Houses. Do

not exclude the National Assembly. Do not exclude the Senate. These are the supreme legislatures in this country and if in the year 1927 it was felt or sometime later when you revised this rate, it was considered necessary that it should be subject to the decision or the sanction of this House then in the year 1994, it should not be said to abdicate all your powers and give it to the executive. This is the basic submission so far as the principle of delegated legislation is concerned. I know that there has been principles of delegated legislation.

[At this stage the Chair was vacated by Mr. Presiding Officer (Malik Muhammad

Hayat) and occupied by Mr. Rafique Ahmad Shaikh].

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Mr. Chairman, I am happy that your-self is adorning this very high and august Chair and you are presiding over this session. I was submitting Sir, that so far the principle of the delegated authority is concerned, some powers are delegated which are regarding procedural matters. We have no objection, if for executing of the main functions some powers are give to the executive. But Sir, so far as these matters are concerned, this is actually increasing the rate of the Light house and for that purpose, there should be no abdication of power and for that matter, I think this House or the National Assembly or the whole of the Parliament should be taken into confidence and without taking into confidence this power should not be given to the executive that whenever they want, wherever they want, this rate may be increased. Sir, the other principle is that originally the fee was 25 paisas, then it was increased from 25 paisas to 50 paisas. It is in the statement of objects and reasons that the average rate is rupees 4.50. If they want to raise it, we have no objection. If they want to make it 4.50 we agree to that. If they want to make it rupees 6/- we have no objection but Sir, to give the whole of the

power, we are objecting to it on the question of principles. We do not say that you should not raise the fee. Yes. We know that it is 1994 and to charge only 50 paise that is inadequate but Sir, what we submit is for the sovereignty of the Parliament, we say that don't curtail the powers of the Parliament. Don't take away the powers of the Parliament. Don't abdicate the functions of the Parliament to the executive. That is the basic principle, and on that principle we disagree and we have opposed this Bill. Otherwise, so far as this Bill is concerned for increasing the rates, we have no objection and we would have welcomed it, if the honourable Minister would have said to make it Rs. 6/- on that principle. And in future also sir, every Bill which would be introduced in House. I think that the learned Law Minister will also ensure that the rights and privileges of this House, are being protected. If more powers are not given to the Legislature, at least what powers the Legislature at present has, those should be safeguarded, those should be protected and that should be the effort of the Opposition, that should be effort of the Government as well. I hope that it should be the policy of the Government and in future every Bill which would be introduced or discussed in this House, in that there would be no abdication of the powers of legislature.

(Interruption)

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Thank you very much Sir.

Mr. Presiding Officer: Prof. Sahib please be brief.

پروفیسر خورشید احمد - آپ مطمئن رہیں۔ مسئلے تو میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اس ذمہ داری کو سنبھالتے ہیں۔۔۔

Mr. Presiding Officer: I am grateful to the sentiments expressed by Mr. Muhammad Anwar Bhinder and Prof. Khurshid Ahmed Sahib. I will try to do justice to the office.

پروفیسر خورشید احمد۔ جہاں تک بل کا تعلق ہے میرے خیالات اور بھنڈر صاحب کے خیالات میں بڑی مماثلت ہے۔ اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ Light house کے لئے فیس کا بڑھانا اصل issue نہیں اور اس میں جو بھی آپ ضرورت محسوس کریں ہم اس میں تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن یہ ایک اصولی مسئلہ ہے کہ delegated Legislation minimise ہونا چاہیئے کہ اس ملک میں already صورتحال یہ ہے کہ وہ کام جو پارلیمنٹ کو کرنا چاہیئے اس کا بڑا حصہ S.R.Os کے ذریعے ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ملک میں جمہوریت کے مستقبل کے لئے یہ ایک بڑا خطرہ ہے۔ ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ بنیادی طور پر کوئی ٹیکس پارلیمنٹ کی مرضی کے بغیر Legislation کی مرضی کے بغیر نہیں لگا یا جائے گا۔ خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو یا کتنا ہی چھوٹا ہو اس اصول کی بنیاد کے اوپر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کو اپنے اس بنیادی مسئلہ کے اوپر غور کرنا چاہیئے اور بجائے اس کے کہ پارلیمنٹ سے اختیارات لیں آپ کی جو ضرورت ہے اسے بار بار لائے کوئی اس میں بری بات نہیں ہے۔ پارلیمنٹ آپ سے پورا پورا تعاون کرے گی۔ لیکن delegatory Legislation کو بڑھانا S.R.Os کے ذریعے سے ٹیکس لگانا ریٹ تبدیل کرنا، ٹیرف بدلنا یہ بڑی خطرناک چیز ہے اور اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اجازت گورنمنٹ کو نہیں ہونی چاہیئے اصولی طور پر یہ گورنمنٹ کا موقف صحیح نہیں ہے۔ شکریہ!

Mr. Aftab Ahmed Shaikh: Mr. Chairman, the government seeks to introduce this Bill whereby section 10 of the old Act known as Light-house Act, 1927, is proposed to be amended. My two friends have spoken and both of them have said that we have absolutely no objection as regards the raising of the rate. Because Mr. Chairman, you know that we are faced with the conditions of inflation and further more all over the world the rates have been raised. So far as the raising of the rate is concerned, Mr. Chairman, that is justified we support it, except that there is amendment which has come that the rate which has been proposed to be raised even now is very low and it should be more rather than what has been proposed. But that is a matter of difference of opinion. The question which has been addressed by the learned two speakers here, Mr. Bhinder, particularly, because it is his amendment that has been

proposed here and Prof. Khurshid's both. That was sounding a bell of warning when the Government is trying more and more to make the bureaucracy fat by giving them powers, powers after powers, because, the delegated legislation which has been objected too by the two learned speakers, will only empower the bureaucracy. This is only to make the bureaucracy fat, fatter, the fatest. So, therefore, my humble submission is that on this principle, that nowhere in the world, the Parliament abdicates its functions in favour of the bureaucracy. That is the only principle which is being canvassed sad to lay by all the three members here, that this should be avoided as far as possible and that it is the Parliament which is supreme. Mr. Chairman, it is the Parliament where, whenever, an increase is proposed that should be brought before the Parliament and it is Parliament which should be taken into confidence and it is Parliament which should pass or reject the increase in the rate in section 10, and, therefore, sir, on this principle I will support the amendment which as aproviso provided that the rates so fixed by the government or changed from time to time shall be intimated to the Parliament and it shall be enforced after one month of such intimation. The other side claims to have a democratic government. In a system of democracy, Mr. Chairman, Parliament is always supreme and they function through Parliament. Therefore, Sir, my humble submission is that they should not object to this proposal that every increase must have the "thappa", the approval of the Parliament. Thats all, Mr. Chairman.

Barrister Kamal Azfar: Sir, my submission is and I would request the Chair under Rule 209, that the matter, the motion be put to vote because a large number of speakers have already expressed their views on this Bill and the best thing is to put it to vote. Because it is almost 1, O'clock and we will soon be rising for Zohr Namaz. So, I think let it be put to vote.

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ اس سے پہلے میں کہ میں اپنی گزارشات پیش کروں، میں آپ

کو اس اہم ذمہ داری اور اہم منصب سنبھالنے پر مبارک باد دیتا ہوں۔

جناب والا! میں اپنی گزارشات اس طرح سے آپ کے سامنے پیش کروں گا کہ جیسے

وزیر موصوف نے فرمایا کہ یہ ہماری ضرورت ہے اور ۱۹۴۱ء سے یہ rates نہیں بڑھائے گئے ہیں۔ ۱۹۲۷ء

سے یہ Light-house Act موجود ہے۔ اس سلسلے میں، میں اتنی گزارش کروں گا کہ یہ بات اپنی

جگہ حقیقت ہے کہ inflation کی وجہ سے تمام ممالک میں rates بڑھانے جا رہے ہیں۔ حکومت کا

یہ بنیادی حق بنتا ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کے مطابق Light-house Amendment Bill کے

حوالے سے rates بڑھائے، مگر جو بنیادی بات ہے، وہ میں دوسرے مقررین کی خدمت میں عرض

کرنا چاہوں گا کہ ایوان کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ یہ ضروری ہے کہ اسمبلی، سینٹ یا پارلیمنٹ کو اس

مسئلہ پر اعتماد میں لینا چاہیے۔ بے شک حکومت کا taxes بڑھانا ایک بنیادی حق ہے۔ حکومت کو

بے شک اس کا حق ہے اور ضرورت کے مطابق رد و بدل اور اس میں اضافہ کرنے کا حق ہے۔

لیکن ایوان اور اسمبلیوں کو اس سلسلے میں اعتماد میں ضرور لیا جائے۔ اور جو بھی عمل ہو ایوان

کو اعتماد میں لیا جائے تو عوام غوشی سے اس ٹیکس کو ادا کریں گے۔ اور اس سے خود

حکومت کے وقار میں اضافہ ہوگا۔ اور اسمبلیوں کے وقار میں بھی اضافہ ہوگا۔ اور جو نمائدے ہیں

پارلیمنٹ ہے اس کو اعتماد میں لیا جائے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ جی قائد حزب اختلاف۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ جناب چیئرمین میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ آپ سے زیادہ کس کا حق بنتا ہے جی۔ سب کا ہی

حق بنتا ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے آپ کو خاص طور پر ایک حق دیا ہے۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ مہربانی جی۔ ان میں ایک سیکشن 10 میں ترمیم کے لئے سما

گیا ہے۔ لیکن وہ ترمیم بنیادی نوعیت کی ہے۔ اس میں جو نظریہ اپوزیشن کی طرف سے

پیش کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ آپ بے شک میری طرف توجہ دیں۔ گنتی نہ کریں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ وہ تو دونوں طرف ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ آپ بے شک ان کو نہ گنیں۔ گھبراہٹیں نہیں۔ میں یہی کہنے

کے لئے اٹھا ہوں۔ ہماری صرف خواہش یہ ہے۔۔۔۔۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر۔ خوشی اس بات کی ہے کہ دونوں طرف ممبران آج اس وقت بھی موجود ہیں۔ میں تو ان کی تعداد دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ میں یہ سمجھتا ہوں اس ترمیم کے دینے کا مقصد یہی تھا۔

مینگ میں بھی یہی کہا کہ جو ہاؤس ہے یا public representatives ہیں یا parliament ہے۔ اس سے یہ حق لے کر صرف یہ بیوروکریسی کو حق دے دینا کہ بب چاہے جتنا چاہے اس میں اضافہ کرے یہ اصول ہم بیان کرنا چاہتے تھے کہ یہ مناسب نہیں۔ جمہوری حکومت کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے کہ آج سے بالکل انہیں کے اوپر چھوڑ دیں کہ جب وہ چاہیں اور جتنا چاہیں اس میں بڑھاتے جائیں۔ جس طرح کی slip کے لئے چاہیں وہ بڑھا دیں اور جس کے لئے چاہیں وہ گھٹا دیں۔ اس کے علاوہ ہمیں اس بل پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جو ہمارے ارکان نے اعتراض کیا ہے۔ میں نے ان سے بھی گزارش کی ہے۔ اس لئے اس کو آپ put کریں۔ we are with you۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر۔ شکریہ جی۔ میں تو سب طرف دیکھ رہا تھا۔ کہ وہاں سے کسی اور طرح کا نظر آتا ہے اور یہاں سے چیزیں تھوڑی سی اور طرح کی نظر آتی ہیں۔
راجہ محمد ظفر الحق۔ یہ تو ایک مسئلہ بات ہے یہاں سے جو نظر آتا ہے وہاں سے نہیں آتا۔

Mr. Presiding Officer: It has been moved by Syed Iqbal Haider, Minister for law and Justice and Parliamentary Affairs that the Bill further to amend the Light house Act 1927, (the Light house Amendment Bill 1994), as passed by the National Assembly be taken into consideration.

(The motion was carried)

Syed Iqbal Haider: Clause by Clause. Clause 2(b) be taken into consideration.

Mr. Presiding Officer: Now we come to the second reading.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: So far as the second reading

is concerned we have to consider the amendments. But in view of the statement made by the Leader of the Opposition, I think we have expressed ourselves on this Bill. The learned Law Minister has grasped our arguments and in future we hope that efforts will be made by the government to keep in view our submissions, and in view of the statement of my leader, I do not move those amendments. Thank you.

Syed Iqbal Haider: I appreciate the principle that has been emphasized by the members from Opposition that will be our endeavour as well. Thank you.

Mr. Presiding Officer: The question is that Clause 2 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted and clause 2 forms part of the Bill. Now, the question is: that clause (1), Short Title and Preamble and the Commencement do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Motion is adopted. Clause (1), Short Title and Preamble and the Commencement form part of the Bill. Syed Iqbal Haider, item No.4.

Syed Iqbal Haider: Item No.4. Thank you Mr. Chairman. With your permission I move that the Bill further to amend the Lighthouse Act, 1927 (The Lighthouse (Amendment) Bill, 1994), be passed.

Mr. Presiding Officer: The question is, that the Bill further to amend the Lighthouse Act, 1927 (The Lighthouse (Amendment) Bill, 1994), as

passed by the National Assembly, be passed.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The Bill is passed.

Yes, please Malik Qasim Sahib.

Malik Muhammad Qasim: Sir, I also join my friends in congratulating you for occupying the Chair and to conduct the business of the House.

Sir, I had taken upon myself and I contacted the members of the Opposition who had staged a walk out on account of an allegation that Shaikh Rashid had been surrounded by the police. I had promised them that I will contact the authorities, I have contacted the DIG police and he has informed me that actually Shaikh Sahib had announced that he was going to take out a procession at 9 O'clock and then again at 11 O'clock. He had postponed it to 11 O'clock and that was the reason that they had sent a reserve police of 50 persons not to his house but were stationed there at different places for the purposes of protection and helping if it was taken out. Shaikh Sahib has decided that he is not going to take out the procession and, therefore, the police would be removed even from the places where it had been stationed and I again say and I again assure my friends that neither the house had been raided nor had anybody attacked any place nor anything illegal which was done by the police. It was just meant for the control of law and order situation and it was for the protection for all those who were participating in that JALOOS and they are not there anymore and, therefore, my friend should not have any apprehension at all.

Mr. Presiding Officer: Syed Iqbal Haider.

THE SALES OF GOODS (AMENDMENT) ACT, 1994

Syed Iqbal Haider: Sir, item five. Motion moved for the Bill further to amend the Sales of Goods Act, 1930, as passed by the National Assembly, be taken into consideration. Some views were expressed on this motion, Sir and

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: As far as salient feature are concerned, and thereof the debate will ensue.

Syed Iqbal Haider: These are the two things, Sir. One is an amendment in the Sales of Goods Act, which is item No. 5. The Federal Shariat Court as well as the Supreme Appellate Shariat Court have recommended an additional clause in the Sales of Goods Act as section 16-A that seller must inform the buyer of any defect appearing in any goods being sold by him. So, it is on the recommendations of the Federal Shariat Court and the Supreme Appellate Shariat Court that this Bill has been moved to amend the Sales of Goods Act to incorporate the recommendation of the superior Court. For this purpose, it is not any controversial thing. It is for the good of the people that anybody who enters into an agreement of sale, all the defects must be disclosed as an obligation and mandatory fact and, I hope the honourable member will have no objection about this because it is for the good of people and to ensure transparency of the transaction and to protect the interest of the buyer and to prevent seller from the defrauding the buyers.

پروفیسر خورشید احمد - جناب میئرین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترم وزیر قانون نے جب تین دن پہلے یہ اور کثرت ایک introduce کرنے کی تحریک کی تھی، ہم نے اسی وقت یہ سوال اٹھایا تھا کہ ہمیں اصل قوانین اور فیڈرل شریعت کورٹ کا judgement دیا جائے۔ جناب والا یہ بات طے ہوئی تھی کہ منسٹری آف لاء اینڈ پارلیمنٹری آفیز وہ ٹیکٹ فراہم کرے گی اور سینٹ سیکرٹریٹ اس کی دس کاپیاں بنا کے مینا کرے گا تاکہ متعلقہ سینٹر اس سے فائدہ اٹھا

سکیں۔ اس کے بعد جناب والا میں نے ذاتی طور پر وزیر قانون کو کل بھی یاد دلایا آج بھی یاد دلایا۔ لیکن اس وقت تک ہمیں فیڈرل شریعت کورٹ کا judgment نہیں ملا ہے اور یہ نااضافی ہے کہ آپ ہمیں موقع دے رہے ہیں ڈسکشن کرنے کا اور judgement دیئے بغیر کر رہے ہیں۔

سید مسعود کوثر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب مسعود کوثر صاحب۔

سید مسعود کوثر۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پروفیسر خورشید احمد صاحب جو کہ نہ صرف ایک اچھے پارلیمنٹیرین ہیں بلکہ ان کا مذہب کے متعلق بھی کافی مطالعہ ہے۔ ان کو بہت خوش ہونی چاہیئے تھی کہ آج کی یہ جو amendment ہے یہ قرآن اور سنت کے ان اصولوں کے مطابق ہے جو کہ مطربی تجارتی قوانین کے بالکل مخالف ہیں۔ انگریزی قوانین کے مطابق ایک expression ہے Cuius est error ہے اس کی ڈیوٹی ہے یہ اس کا فرض بنتا ہے۔ کہ وہ خود دیکھے کہ جو چیز خرید رہا ہے اس میں کوئی نقص ہے کہ نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ مشتری ہو حیار ہاش۔

سید مسعود کوثر۔ مشتری ہو حیار ہاش اس کے برعکس اسلامی فلسفہ ہے کہ جو نقص اپنی چیز بیچتا ہے اس پر یہ اطلاق فرض اور یہ قانونی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ جو جنس بیچ رہا ہے اس میں اگر کوئی کمزوری ہے تو وہ خریدار کو بنائے۔ اگر وہ اس نقص کے باوجود خریدنا چاہتا ہے تو اس میں جو بچنے والا ہے وہ اس ذمہ داری سے بری الذمہ ہو جائے۔ تو یہ ایک بڑی بنیادی سی بات تھی۔۔۔

چوہدری محمد انور بھٹنڈر۔ محذرت کے ساتھ جناب میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کو۔۔۔

سید مسعود کوثر۔ نہیں جناب انہیں مبارکباد دینی چاہیے وزیر قانون کو کہ انہوں نے ایک اسلامی نکتہ کو اس قانون کا حصہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی یور صاحب۔

جناب ایلیاس احمد بلور۔ ربانی صاحب بار بار یہ فرما رہے تھے کہ کون سے قاعدے کے تحت یہ بول رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں آپ سے جناب کہ میرے دوست مسعود کوثر صاحب کس قاعدے کے تحت بولی رہے تھے۔ یہاں نہ تو یہ mover تھے نہ ان کی ترمیم تھی۔ کیا ان کی ترمیم ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ آپ کے objection سے پہلے وہ بیٹھ گئے ہیں۔ (مداخلت)
سید مسعود کوثر۔ نہیں چیئرمین صاحب میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Please no climax on this.

سید مسعود کوثر۔ ایک بات کا جواب دینا چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے۔۔۔

Mr. Presiding Officer: I have heard him, I have heard you, I have heard both of you.

سید مسعود کوثر۔ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں جی۔

Mr. Presiding Officer: The reply is not required.

سید مسعود کوثر۔ جناب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس میں یہ بات ہوئی ہے کہ
میں کس قاعدے کے تحت بول رہا ہوں۔۔۔۔۔

Mr. Presiding Officer: He has come on point of order.

Syed Masood Kausar: Sir, I am on personal explanation. The learned member has asked me that under what provision of law I participated in the discussion and I said under Rule 201. Wherever the matter is put before the House with the permission of the Chair any member can speak.

ہمارے دوستوں کا خیال ہے کہ سوائے point of order کے کوئی بول نہیں سکتا۔ اور یہی قسمتی
سے کہ جو شخص بات کرنا چاہتا ہے وہ پہلے کہتا ہے سر پوائنٹ آف آرڈر

Which is not necessary as a matter of fact. Any member can speak on any issue which is before the House and, of course, with the permission of the Chair.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Mr. Chairman, I want to bring to your notice that the first reading of this Bill has started and under Rule 111 the first amendment is to be considered. So far as our other amendments are concerned, they will come in the second reading, but so far as the first reading is concerned, we have given an amendment and that is to be moved. Let me

move that amendment. Let the discussion ensue then all the members are at liberty whatever they like to say, that is the rule and Rule 111 says, " Any member may move as an amendment that the Bill be referred to the Standing Committee and, if such motion is carried, the Bill shall stand referred". We have given that amendment that will come at this stage. Otherwise when we will go to the second reading then clause by clause reading will start. So kindly allow me to move that motion and make my speech on that and the whole thing will be open before the House.

Mr.Presiding Officer: Yes please.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Mr.Chairman, Bill be referred to the Standing Committee as an amendment to the motion made by the Law Minister. So, the amendment will be moved first.

Mr.Presiding Officer: Mr.Muhammad Anwar Bhinder.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Thank you Sir. Sir, I beg to move that the Sales of Goods (amendment) Bill, 1994, as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee concerned for report within one month.

Syed Iqbal Haider: All those in favour.....

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No, no. Do not worry, we are not in a hurry. Let it be proposed by the Chair.

جناب پریڈائنگ آفیسر۔ کچھ ارشاد فرمائیں گے اس سلسلے میں۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: I have moved the motion, kindly propose it.

ڈاکٹر شیرانگل خان نیازی۔ جو بھی نیشنل اسمبلی سے بل آئے گا وہ Standing Committee کے پاس جا ہی نہیں سکتا اس کی provision روز میں ہے جی اس لئے یہ جو چیز

قانون کے خلاف ہوگی آپ permit کیسے کر سکتے ہیں۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I have quoted Rule 111 and that relates to Bills originating in the Assembly and transmitted to the Senate.

ڈاکٹر شیر افغان خان نیازی۔ یہ تو Speaker رہے ہیں

and he is a good lawyer. He knows it but this is a trick which he has played before this august House.

Mr. Presiding Officer: Please don't use the word trick.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, this is 111 and I have already placed before the House 111. Kindly read it. I have made the motion. The Chair is to propose that and thereafter there would be discussion.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: With his wisdom he tried to bypass that rule which he read himself that is why he has put it himself that according to that whenever a Bill is passed in the National Assembly it is taken to be that it has come back from the Standing Committee.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: It is 111, Sir. Kindly propose this amendment to.....

Mr. Presiding Officer: Any Member may move as an amendment that the Bill be referred to the Standing Committee, if such motion is carried, the Bill shall stand referred to the Standing Committee and the rules regarding Bills originating in the Senate and referred to the Standing Committee shall then apply.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Yes this is the rule.

Syed Iqbal Haider: To save time Sir, let it be put to vote.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No Sir, you have to oppose the motion then debate will be there. And after the debate there would be vote.

(Interruption)

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا اس موشن پر میں نے جناب یہ تجویز پیش کی ہے اس ایوان کے سامنے کہ یہ بل اسٹینڈنگ کمیٹی کو refer کر دیا جائے اور اس کے لئے میں نے صرف اس لئے نہیں کی کہ ہم قانون سازی کو ریٹ کرنا چاہتے ہیں یا قانون سازی نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ اس کے لئے میرے پاس وجوہات ہیں اور میں اپنی گزارشات میں وہ وجوہات اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا کہ میں نے اس بل کے متعلق یہ تحریک کیوں ایوان کے سامنے پیش کی ہے۔ جناب والا کہنے کے لئے تو-----

(Interruption)

جناب پریذائٹنگ آفیسر۔ منسٹر برائے سپیشل ایجوکیشن اینڈ سوشل ویلفیئر پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر شیر افغان خان تیزی۔ جناب والا 111 یہ کہتا ہے کہ وہ بل جو سینٹ

originate کرے۔ That is clear.

Ch Muhammad Anwar Bhinder: That time is over.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No not at all.

Mr. Presiding Officer: It will become quite difficult for the Chair to take decision, if the Ministers differ among themselves. They should sort out their own difference first.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Law Minister does n't differ Sir, originating in the Senate.

Mr. Presiding Officer: But this is what I understand.

سید اقبال حیدر۔ نہیں سر میں نے تو یہ کہا تھا کہ میرے معزز رکن نے جو نکتہ اٹھایا وہ بالکل بجا ہے لیکن just نام بچانے کے لئے کہیں اس پر بحث نہ شروع ہو جائے تاہم بچانے

کے لئے let it be put to vote only to save time. تو پھر اس پر بحث شروع ہو جائے گی۔ That whether it is admissible or not۔

Mr. Presiding Officer: This is between you two to decide

Syed Iqbal Haider: Sir, I agree with the point of view of the honourable Minister totally. Because the words are very clear that the Bills must be originating in the Senate. Only those Bills can go under Rule 111 and there is no two opinion about it.

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیرمین! propriety demand کرتی ہے کہ جو بھی بل ہو اس کو ایک منسٹر steer کرنے اور اگر اسی کا اختیار رہے وہ بات بھی اپوزیشن سے کرے Rule بھی وہ quote کرے اگر اسے ضرورت محسوس ہو تو پھر دوسرے کسی اپنے ساتھی سے بھی وہ کہہ سکتا ہے۔ لیکن یہ confusion عجیب ہے کوئی منسٹر کسی محکمہ کا جواب دے تو ایک صاحب ہیں جو کہتے ہیں بالکل غلط ہے میں جو کہہ رہا ہوں اس کو سنا جائے۔ اس سے بڑا confusion پیدا ہوتا ہے۔ اس نے ایک منسٹر جو کسی بل کو لاتا ہے اس پر رٹے دیا جائے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ Rule 111 کی میں نے reference دی جناب نے اس کے بعد اقبال خیدر صاحب کے اشارے پر یہ کہا ہے۔

جناب پریذائٹنگ آفیسر۔ آپ ذرا ایک لمحہ تشریف رکھیں میں Minister for Special Education صاحب سے کچھ تموزا سا سمجھنا چاہتا ہوں The heading of this is, Bills originated in the Assembly and transmitted to the Senate. Clause 111 جس میں یہ pre-conceive کیا گیا ہے The Bill originated in the Assembly and have been transmitted to the Senate

Any member may move an amendment that the Bill be referred to the Standing Committee. This clause relates to the Bills that have originated in the Assembly and have been transmitted to the Senate.

ڈاکٹر شیر انگن خان نیازی۔ جناب والا! اس میں بالکل clear cut بات ہے کہ یہاں the provision of any law is read in consonance with the other پر نیچے سے اس کو

things یہ separately read جب بھی کریں گے تو اس کے معنی عینہ ہو جاتے ہیں۔ ایسی بات ہے کہ جیسے قرآن کریم میں ایک آیت ہے کہ آپ نماز نہ پڑھیں آگے نہیں پڑھتے یہ بات کہ جب آپ نئے کی حالت میں ہوں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ read it as a whole کیونکہ difference یہ ہے کہ جو بھی فیصلہ اسمبلی سے بل پاس ہو کر آتا ہے اس کو کبھی بھی کسی Standing Committee کے پاس نہیں بھیجا جاتا۔

Mr. Presiding Officer: It may be a practice but so as I read it here this actually Clause 111 relates to a Bill that has originated in the Assembly and has been transmitted to the Senate.

Syed Iqbal Haider: Sir, it may be put to vote to avoid it. Just put to vote Sir.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ مجھے جناب یہ عرض کرنے کی اجازت دیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جاتے ہوئے بھی کہ ایک موشن سامنے آئی ہے

Mr. Presiding Officer: Please now let us come to your amendment.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جی سر وہ amendment کے طور پر آئی ہے اس پر کم از کم میں تقریر نہیں کروں گا تو مجھے موقع نہیں ملے گا اور میں ہاؤس کو convince نہیں کر سکوں گا کہ میں کیوں چاہتا ہوں کہ یہ کمیشن کو جانے۔ اس وقت تک ووٹ کے لئے کیسے put کیا جاسکتا ہے اس پر full fledged debate ہو گی اور جناب کو معلوم ہے جناب یہ debate کراتے رہے ہیں first reading, second reading, third reading اور amendment پر بھی اور یہ جو ہے یہ amendment ہے یہ اس سٹیج پر barring نہیں ہو سکتی۔

Mr. Presiding Officer: Please I hope you will be brief as usual.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جی سر میں عرض کروں گا۔ جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ بل جو پیش کیا گیا، محترم وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ یہ بہت مصوم سابل ہے اور اس کے متعلق فیڈرل حریت کورٹ کے متعلق جو کچھ recommend کیا ہے اس کو incorporate کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن جناب والا صورت یوں نہیں ہے، صورت کچھ اس سے مختلف ہے۔ یہاں تک Sales of goods کا تعلق ہے، یہ ایک Sales of goods کے متعلق ہے۔ اس

میں جناب والا یہ کہا گیا ہے کہ اگر اس میں کسی سینج پر یا کسی وقت احیاء میں فروخت کرتے وقت کوئی نقص ہو گا تو اس کے متعلق لازمی ہو گا کہ مشتری سے وہ بیان کرے کہ اس میں یہ نقص ہے۔ لیکن جناب میں یہ عرض کروں کہ اس میں جو language استعمال کی گئی ہے اس میں کہا گیا ہے پہلے تو اس بل کا سراسر اصول یہ ہے کہ اگر فریقین کے مابین معاہدہ کوئی دیگر ہو یعنی آپس میں یہ طے کر لیں یا آپس میں یہ فیصلہ کر لیں کہ نقص ہے تو نقص ہے۔ نقص کے باوجود بھی یہ اگر طے کر لیں جناب والا یہ intention نہیں ہو سکتی ' اگر basically ان کی بنیاد یہ ہے کہ چیز جو بھی فروخت کنندہ دے گا اس کے عوض وہ بنائے گا کہ اس میں یہ defect ہے۔ لیکن یہ agreement کہ یہ اس کے to the contrary agreement ہو ' ایک طرف تو یہ enforce کرنا چاہتے ہیں کہ ہو احیاء بھی بائیں جی ان کے متعلق کوئی بھی defect اور کوئی بھی نقص اس میں نہیں ہونا چاہیئے اور دوسری طرف یہ رکھ رہے ہیں کہ اگر ان کے مابین اگر کوئی ایسا agreement ہو یا اگر کوئی ایسا معاہدہ ہو تو وہ اس سے مستثنیٰ ہوگا۔ جناب والا مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ دونوں چیزیں جو ہیں ' یہ دونوں اصول ہو ہیں یہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں یا تو یہ کہیں کہ نقص کے احیاء، جی بیٹھی بائیں کی اس کی کسی بھی دلی لیکن اگر وہ حریت کورٹ کے فیصلے کے مطابق یا کسی اصول کے مطابق یا کسی قانون کے مطابق یہ چیز لانا چاہتے ہیں کہ احیاء میں کوئی نقص نہیں ہونا چاہیئے۔ جناب والا میں ہاؤس کو تو -----

(۱۰۔ اذیت)

حافظ حسین احمد، جناب پیئر مین صاحب! پنجابی میں بات کروں جی؟ جناب اذان کا وقت ہو چکا ہے۔۔۔

جناب پریذائڈنٹ آفیسر، اذان تو اس ایوان میں سنائی دیتی ہے ناں جی۔

حافظ حسین احمد۔ مایک پر بند کر دی گئی ہے۔

جناب پریذائڈنٹ آفیسر، جس طرح بند ہو سکتی ہے۔ ذرا چیک کرا لو۔ میں عرض کرتا ہوں جی اس کو چیک کروا لیتے ہیں۔ اگر اذان شروع ہو گئی ہے تو ہاؤس adjourn کر دیتے ہیں۔ جناب آپ کا ارشاد ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ تو یہ ہوتا تھا کہ میں مولانا احمد علی لاہوری مرحوم کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے جایا کرتا تھا۔ وہاں وہاں پونے دو بجے ہو جاتی تھی۔ وہ miss کر جاؤں تو مسلم لیگ ڈیوس روڈ والا بو ان کا دفتر ہے اس کے سامنے ایک مسجد ہے وہاں مجھے کی نماز سارے تین بجے بھی مل جاتی تھی۔ اس لئے وہ پتہ کر لیتے ہیں جی۔

سید اقبال حیدر - سر ۱۵ منٹ ناز کے لئے وقفہ کر لیتے ہیں بجائے اس پر بحث

کرنے کی۔ - We can meet after 15 minutes Sir.

(مداخلت)

جناب پریذائڈنگ آفیسر، آپ لیڈر آف دی ہاؤس سے بات کر لیں۔

ملک محمد قاسم، بات یہ ہے کہ کل پھر سائے نو بجے سے رکھیں لیکن میری ان سے
منت ہے کہ let us not waste the lot of money which is on us اس طرح تو نہیں ہے
ایک بل ہم نے دو لاکھوں کا آج سارے دن میں پاس کیا ہے۔ دو چیسوں کا نہیں دو لاکھوں کا۔ اس
لئے جناب میری گزارش یہ ہے کہ ضرور جو بھی کرنا لیکن کم از کم کچھ کام بھی ضرور ہونا چاہیے۔
کل سائے نو پر ہی رکھیں گے آپ۔

Mr. Presiding Officer: The House adjourned, it shall meet at 9.30

A.M. tomorrow.

(The House then adjourned to meet again at 9.30 a.m. on Tuesday, on September 20,

1994].